الحق
مدیر مولانا سمیع الحق

اے بی سی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی منظور شدہ

لہ دعوۃ الحق

قرآن و سنت کی تعلیمات کا علمبردار

ماہنامہ **الحق** اکوڑہ خٹک

جلد نمبر: ——— ۲۶
شمارہ: ——— ۷
رمضان: ——— ۱۴۱۱ھ
اپریل: ——— ۱۹۹۱ء

فون نمبر ڈائریکٹ ڈائیلنگ سسٹم
۳۳۰/۳۴۱/۳۲۵
کوڈ نمبر: ۵۲۳۱۶

بیاد
حضرۃ مولانا عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مدیر
حضرۃ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
معاون مدیر: مولانا عبد القیوم حقانی ○ ناظم: شفیق فاروقی

اس شمارے کے مضامین

بدل اشتراک: پاکستان ... فی پرچہ ... روپے ...

سمیع الحق استاذ دار العلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نقشِ آغاز

- شریعت بل، حکومت اور اہل وطن کیلئے ایک اور آزمائش
- فتح خوست، اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا پیش خیمہ

قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے جو تقریباً تمام تر تحریکِ پاکستان کے راہنماؤں اور قوم کے سب سے قابلِ اعتماد نمائندوں پر مشتمل تھی، قیامِ پاکستان کے مقصد کو ایک دستوری قرارداد کی شکل میں دستور میں مستقل طور پر ثبت کر دیا۔ چنانچہ اس کے بعد سے یہ قرارداد ملک کے مختلف دساتیر کی بار بار منسوخی اور توڑے جانے کے باوجود ہمارے ہر دستور کا جزوِ لاینفک رہی ہے ـــــ پھر ۱۹۸۵ء میں علماءِ حق کی بھرپور کوشش سے اسے دستور کی دفعہ ۲۔ ا کا بھی حصہ بنا دیا گیا جس سے قراردادِ پاکستان کی حیثیت محض افتتاحیے یا تبرک کی نہیں رہی بلکہ اس سے بڑھ کر اس کی حیثیت آئینی ہو گئی۔

اس قرارداد کی رُو سے :-

(۱) پاکستان میں اقتدارِ اعلیٰ اور حاکمیت صرف اللہ رب العالمین کو حاصل ہے جو پوری کائنات کا فرمانروا ہے اور اس ملک کی حکومت اور باشندوں کے اختیارات ایک مقدس امانت اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لیے ہیں۔

(۲) پاکستان میں آزادی، جمہوریت، مساوات، رواداری اور عدلِ اجتماعی میں اسلام کے پیش کردہ اصولوں اور تصوّرات کی پوری پوری پابندی کی جائے گی اور حکومت کا کاروبار لوگوں کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ چلایا جائے گا۔

(۳) پاکستان کے مسلمان باشندوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن و سنّت کی تعلیمات اور ان کے تقاضوں کے مطابق بسر کریں۔

تحریکِ پاکستان کے وقت پوری قوم کے بالاتفاق ملک کی نظریاتی اساس "اسلام" قرار دینے اور ملک کی سب سے مقتدر و بااختیار اور نمائندہ ادارے "دستور ساز اسمبلی" کے یہ طے کر دینے کے بعد کہ "ملک کی حاکمیت صرف اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے اور حکومت کے اختیارات، اس کے تفویض کردہ مقدس امانت اور اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لیے ہیں اور ہماری آزادی اور جمہوریت مطلق اور مادر پدر آزاد نہیں بلکہ اسلام کی مقرر کردہ

حدود کے اندر رہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ لازم تھا کہ ملک کے اندر زندگی کے تمام شعبوں مثلاً نظامِ تعلیم، سیاست، قانون، عدالت، معاشرت، معیشت، صحافت اور دوسرے تمام معاملات و تعلقات کو اسلامی قدروں کے مطابق ڈھالا اور بدلا جاتا اور آج پاکستان مذکورہ بالا قرارداد کے مطابق ایک مثالی اسلامی جمہوری ریاست ہوتا۔

لیکن یہ کس قدر بدقسمتی کی بات ہے کہ ۴۳ سال بعد بھی ہمیں اسلام کی طرف نیم دلانہ پیش رفت کو حقیقت کا رنگ دینے کے لیے ایک قانونی شریعت بل (پیش کردہ مولانا سمیع الحق و مولانا قاضی عبداللطیف) کے ذریعے یہ مطالبہ کرنے کی ضرورت پیش آئی کہ:۔

(۱) ملک کی تمام عدالتیں تمام امور و مقدمات میں شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہوں اور شریعت کے خلاف فیصلوں کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہو۔

(۲) انتظامیہ کا کوئی فرد بشمول صدر و وزیرِ اعظم شریعت کے خلاف کوئی حکم نہ دے سکے اور جو حکم شریعت کے خلاف ہو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہو۔

(۳) کوئی عامل حکومت بشمول صدرِ مملکت اسلامی قانونِ عدل کے احتساب سے بالاتر نہ ہو۔

(۴) انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ کے ہر فرد کے لیے فرائض شریعت کی پابندی اور محرمات سے اجتناب لازم ہو۔

(۵) خلافِ شریعت کاروبار کرنا اور حرام طریقوں سے دولت کمانا ممنوع ہو، جو شخص اس کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو اُسے سزا دی جائے۔

(۶) تمام ذرائع ابلاغ (پریس، ریڈیو، ٹی وی، اخبارات وغیرہ) سے خلافِ شریعت نشریات، خبروں، پروگراموں اور فواحش و منکرات کی اشاعت ممنوع ہو اور جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے وہ مستوجبِ سزا ہو۔

مگر اس سے بھی عجیب تر بلکہ خدا کے غضب کو بھڑکانے والی بات یہ ہے کہ اسلام کے نام پر حکومت کی باگ ڈور سنبھال لینے، اسلامی جمہوری اتحاد کے منشور میں نفاذِ شریعت کا وعدہ کر لینے، پھر "بینظیر" کے دور میں مولانا سمیع الحق کی تحریک پر سینٹ میں شریعت بل کی حمایت میں ووٹ دے کر اسے متفقہ طور پر سینٹ سے منظور کرا لینے اور اب دن رات اسلام اسلام کا وِرد کرنے والے یہ حکمران قوم کے متفقہ شریعت بل کے نفاذ کے مطالبے کا خیر مقدم کرنے کے بجائے اس کی راہ روکنے، اسے محرف کرنے اور ڈائنامیٹ کر دینے کے لیے قسم قسم کے حیلے بہانے، تجاویز اور عذرات ہی پیش نہیں کر رہے بلکہ ان میں کئی حضرات اور بعض فیصلہ کن حیثیت کے مالک بزرگ دھڑلے سے یہ کہتے ہیں کہ سینٹ سے متفقہ طور پر منظور شدہ شریعت بل کو نہیں مانیں گے کہ یہ ایک شخص یا ایک مکتبِ فکر یا ایک جماعت کا بل ہے"۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥

"دزدے چہ دلاور است کہ بکف چراغ دارد" ملک کے سب سے بڑے اور نمائندہ جمہوری ادارے ایوانِ بالا سینٹ کا اسے متفقہ طور پر منظور کر دینے اور ملک کی تمام قابلِ ذکر ۹ دینی وسیاسی جماعتوں کا اسی پر اتفاق ہو جانے کے باوجود بھی اسے فردِ واحد کا بل قرار دینا سورج کی موجودگی میں دن کا انکار نہیں تو اور کیا ہے ؟

جناب وزیرِ اعظم صاحب اپنی پہلی نشری تقریر میں قرآن وسنت کو سپریم لاء قرار دینے اور اس سلسلہ میں آئین میں ترمیم کر دینے کے وعدے کے باوجود تاہنوز عملی قدم نہ اٹھا سکے، شریعت بل کو قومی اسمبلی میں پیش کر کے منظور کرانے کا مژدہ سنایا مگر عملاً اصل شریعت بل کو توڑ مروڑ کر بے روح اور محرف کر کے قومی اسمبلی میں پیش کر دیا اور پھر اسی دن اسے کمیٹیوں کے حوالے کر کے سرد خانے میں ڈال دیا۔

محرکینِ شریعت بل سمیت ملک کی تمام قابلِ ذکر دینی وسیاسی جماعتوں نے سرکاری شریعت بل کو مسترد کر دیا ہے اور اسے قوم وملّت، ملک کے نظریاتی اساس اور انتخابی وعدوں اور جمہوری اتحاد کے منشور سے غداری قرار دیا۔

عذر یہ تراشا جا رہا ہے کہ متفقہ شریعت بل ملک کے دستور اور عدالتی نظام سے متصادم ہے ـــــ ملک کے ایوانِ بالا کی متفقہ منظوری کے بعد موجودہ حکمرانوں کی یہ بات "عذرِ گناہ بدتر از گناہ" کے قبیل سے ہے ـــــ پھر ہم وزیرِ اعظم سمیت حکومت کے ذمہ داروں سے پوچھتے ہیں کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے وہ ہمیں بتائیں کہ اگر آپ کا کوئی قانون ودستور یا عدالتی نظام خدا کی کتاب یا اس کے رسولؐ کی سنت سے ٹکراتا ہے تو آپ اس کو خدا اور رسولؐ کی تعلیمات واحکام کے مطابق تبدیل کرنے کے مکلف ہیں یا خدا اور رسولؐ کے احکام کو اپنے گھڑے ہوئے اور کافر قوموں کی تقلید پر مبنی قاعدوں اور ضابطوں کے مطابق تبدیل کرنے کے ؟

جب آپ کے ملک کی اس مقتدر اور حقیقی بااختیار دستور ساز اسمبلی کا فیصلہ یہ ہے کہ یہاں کے تمام قوانین اور آزادی وجمہوریت غیر محدود نہیں بلکہ پابندِ شریعت ہے تو بعد کی کسی اسمبلی، حکومت یا ادارے کو ان حدود سے باہر جانے کا اختیار کہاں سے اور کیسے حاصل ہو جائے گا ؟

ایک مسلمان کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کو حاکمِ اعلیٰ (ساورن) ماننے اور اوّلین مقتدر دستور ساز اسمبلی کے فیصلے سے تجاوز اور اس کے فیصلے کے ماننے سے انکار اور خود اسلامی جمہوری اتحاد کے منشور اور انتخابی وعدوں اور وزیرِ اعظم کی اپنی نشری تقریر تک سے انحراف، مقاصدِ پاکستان، اخلاق وشرافت اور انسانی واخلاقی اقدار سے صریح بغاوت کے مترادف ہے۔

عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو ہمارے حکمران قانون کی حکمرانی اور برتری پر زور دے رہے ہیں اور دوسری طرف اپنی مرغوبِ نفس خواہشات کو پوری قوم پر مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ لوگ بتائیں کہ شریعتِ الٰہیہ کو

نافذ کیے بغیر بھی کوئی دوسرا طریقہ دنیا میں واقعی قانون کی حکمرانی و برابری قائم کرنے کا ہے؟ — دنیا کے جتنے بھی دوسرے طریقے ہیں وہ تو کسی شخص، گروہ یا طبقے کی مرضی ہی کو لوگوں پر مسلط کرنے کے لیے ہیں، کیونکہ غالب شخص، گروہ اور طبقہ جب چاہے قانون کی ناک مروڑ کر اسے اپنی مرضی کے مطابق کروا سکتا ہے — مگر یاد رہے کہ نظامِ شریعت (بصورت متفقہ شریعت بل) خدا کا قانون ہی ہے جو اٹل، بے لاگ اور سب انسانوں کے لیے یکساں منصفانہ اور ان کی دست برد سے بالاتر ہے کیونکہ سب انسان مل کر بھی اسے تبدیل نہیں کر سکتے۔

آخر جو احکام صاف الفاظ میں ہمارے خالق و مالک نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی تعلیمات میں بغیر کسی ابہام کے بیان کر دیئے ہیں ان میں تحریف و تبدیلی یا ساقط کون اور کس اتھارٹی سے کرے؟ لہٰذا حکومت کے لیے ہر وہ اقدام جو شریعت بل میں تحریف و تبدل اور تاخیر و تنسیخ پر منتج ہو جمہوری، اسلامی اور اخلاقی طور پر ممنوع اور ہر لحاظ سے مذموم ہے۔

الغرض شریعت بل، نہرِ طالوت کی طرح اس دور میں ابتلاء اور آزمائش کا مسلسل ذریعہ بن رہا ہے۔ بہت سے دین اور شریعت کے نام پر زندگی کا کاروبار چلانے والے، کتنے طالع آزما سیاستدان، کتنے مفاد پرست اور ابن الوقت حکمران، کتنے لادینیت کے علمبردار اس آزمائش سے اپنی اصل صورت میں ظاہر ہوئے اور ان کی قلعی کھل گئی۔ شریعت بل ایک کسوٹی ہے جس نے کھرے اور کھوٹے کو الگ کر دیا اور تاریخ یہ سب کچھ محفوظ کر رہی ہے۔

اگر اس کے باوجود بھی کسی کی دیدۂ عبرت وا نہیں ہوتی تو خدا کی بارگاہ میں دیر ہے اندھیر نہیں۔ پیشروؤں کے انجام پر بھی نظر رکھنی چاہیئے ؎

ہم نے دیکھا ہے وہ بُت توڑ دیئے جاتے ہیں
جن میں ہو جاتا ہے اندازِ خُدائی پیدا

فتح خوست — اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا پیش خیمہ

غیرت و حمیت اور جذبۂ جہاد سے سرشار افغان مجاہدین نے بالآخر ایسے حالات میں جبکہ امریکہ نے بھی تعاون سے ہاتھ کھینچ لیا اور اپنے بھی بیگانے ہو گئے، فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کی قیادت میں کابل کے بعد جنگ اور دفاعی اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل اہم صوبہ اور مضبوط فوجی چھاؤنی "خوست" کو بھی فتح کر لیا، اور اسلام کی تاریخِ جہاد و عزیمت میں ایک نئے اور شاندار باب کا اضافہ کر دیا ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور ہم اس کی عنایت و انتخاب کے ممنون ہیں کہ اس طویل اور عظیم جہاد میں (جو اس صدی میں سُرخ روسی سامراج کے مقابلہ میں پہلا بھرپور اور عظیم جہاد ہے) مرکزِ علم دار العلوم حقانیہ کے

روحانی ابناء کا عظیم اور قائدانہ حصہ ہے، اور بحمد اللہ حقانی جاں نثار محاذِ جنگ کے ہر معرکے میں فرسٹ لائن ثابت ہو رہے ہیں۔ آج کئی جماعتوں اور اہم محاذوں کی ہائی کمان ان کے ہاتھوں میں ہے۔ خوست کے حالیہ شدید معرکہ میں جس طرح جنگ کی کمان اور قیادت دارالعلوم کے قابلِ فخر سپوت مولانا جلال الدین حقانی کے ہاتھ میں رہی اسی طرح حملہ آور فوج اور یلغار میں پہل کرنے والے سپاہیوں کی جماعت "چپاؤ گروپ" (چھاپہ مار گروپ) بھی حقانی طلبہ پر مشتمل تھی اور اس گروپ کے تقریباً زیادہ تر شرکاء اور ان کی تعارضی قیادت کرنے والے مولوی عالم گل حقانی بھی دارالعلوم حقانیہ کے درجۂ سادسہ کے طالب علم ہیں۔ ان بہادر نوجوانوں نے سر ہتھیلی پر رکھ کر جس جرأت، شجاعت، بہادری اور استقامت و عزیمت کا مظاہرہ کیا اُس کی تفصیلی روئیداد سُن کر پانی پت، بالاکوٹ، ریشمی رومال، شاملی اور تھانہ بھون کی تاریخ سامنے آجاتی ہے اور سُننے والے بے اختیار عش عش کر اٹھتے ہیں ——— ۹۴ افراد پر مشتمل "چپاؤ گروپ" کے ان حقانی جانبازوں کی پہلی یلغار کے نتیجہ میں خوست محاذِ جنگ پر نجیب انتظامیہ کی ہائی کمان کا جرنیل گرفتار ہوا تو مضبوط دفاعی مورچوں میں بیٹھے صفِ اول کے ہزاروں فوجیوں کے پاؤں اس طرح اُکھڑے کہ پوری فوج کو سوائے راہِ فرار کے اور کوئی ترکیب نہ سوجھی اور خوست چھوڑ کر بھاگنے اور گردیز میں پناہ لینے کے بغیر ان کا اور کوئی ہدف باقی نہ رہا۔

جیساکہ دارالعلوم کا مادرِ علمی "دارالعلوم دیوبند" اپنے دور میں مغربی سامراج کے لیے قہرِ الٰہی ثابت ہوا اُسی طرح آج بحمد اللہ دارالعلوم حقانیہ بھی اپنے مستفیدین اور قابلِ فخر روحانی ابناء اور فضلاء کی شکل میں دنیا کی سب سے بڑی ظالم، جابر اور اشتراکی قوت کے لیے سدِّ سکندری بنا ہوا ہے۔

از آدم تا ایں دم انسانی بالخصوص اسلامی تاریخ کی متواتر شہادتیں ہیں کہ اصل فیصلہ کن چیز ملتوں اور قوموں کی تقدیر کو بدلنے والی حقیقت، ممالک کا سیاسی اور جنگی نقشہ یکسر تبدیل کرنے والی طاقت، اعداد و شمار اور قلت و کثرت کا تناسب اور تسلیم شدہ صورتحال نہیں ہوتی۔ اصل انقلاب انگیز طاقت اور ناممکن کو ممکن بنانے والی چیز اُس ہستی کا وجود ہے جو عزم و ایمان کی خارقِ عادت طاقت سے سرشار صورتحال کو یکسر تبدیل کر دینے کے لیے ہمہ تن تیار اور اس کی راہ میں ہر طرح کی قربانی و جاں نثاری، خطر پسندی و مہم جوئی کے لیے مضطرب و بے قرار ہو ——— تاریخ کی شہادت ہے کہ اس موقع پر ٹھوس اعداد و شمار اور مشکلات اور مخالفتوں کے پہاڑ برف اور موم کی طرح پگھل کر پانی ہو جاتے ہیں اور فتح کا آفتاب رات کے اندھیرے اور سردی کے کُہر کو چیرتا اور آنکھوں کو خیرہ کرتا ہوا طلوع ہوتا ہے۔ بس یہی سلطان صلاح الدین ایوبی کی صلیبی جنگوں اور افغان مجاہدین کے بارہ سالہ جہاد کی تاریخ کا خلاصہ ہے ؎

مثلِ کلیمؑ ہو اگر معرکہ آزما کوئی اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لاتخف

ہمارے ہاں اور پوری دنیا میں جو سوشلسٹ اور کمیونسٹ دانشور مجاہدین کے انتشار پر بغلیں بجا رہے تھے اور یہ باور کرا رہے تھے کہ افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب کے راستے کی رکاوٹ درحقیقت مجاہدین نہیں بلکہ وہ امریکہ تھا جو مجاہدین کو منظم کر رہا تھا اور جس کی پشت پناہی کمزور ہوتے ہی مجاہدین بکھرنا شروع ہو گئے، وہ اب اپنے تجزیوں پہ پشیمان ہوں گے کیونکہ مجاہدین پر ان کی تمام پھبتیوں اور طعنوں کی حقیقت بے معنی تھی۔ مجاہدین کے ساتھ کائنات کی سب سے بڑی طاقت اللہ رب العالمین کا تعاون اور اسی کی مدد شامل حال تھی اور بے سروسامانی میں خوست کی فتح اسی کی قدرت ہی کا تو کرشمہ ہے۔

روسی راہنماؤں کے دل میں تحریص کی اک لہر اٹھی تھی کہ پڑوس کے ایک کمزور، پسماندہ مگر قدرتی وسائل سے مالا مال ملک پر قبضہ کر لیا جائے، یہ آرزو اسے کھینچ کر افغانستان کے دلدل میں لے آئی ـــــ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بظاہر افغانستان اور روس کی لڑائی تو فی الحقیقت ہاتھی اور چیونٹی کی لڑائی تھی۔ افغان قوم نے محض جرأتِ ایمانی، حریت پسندی، جہاد اور غیرت و حمیت کے جذبے اور مسلسل گیارہ سال تک عزیمت و استقامت کے ساتھ سولہ لاکھ افراد کی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے جس طرح روس کو عبرتناک شکست دی اور اب فتح خوست کی صورت میں جس اولوالعزمی اور بلند کردار کا مظاہرہ کیا اس نے تو ابرہہ کے ہاتھیوں اور ابابیلوں کے قرآنی واقعہ کی یاد تازہ کر دی۔

ویتنام میں امریکی شکست کے بعد روس ویتنام کی فتح کے نشے میں چور رہا، وہ اپنے برابر کی سپر پاور کو شکست دے کر اَنَا وَلَا غَیْرِی کے زعم باطل میں مبتلا تھا، اس دوران مشرقی یورپ پر بھی اس کی گرفت مضبوط رہی، مگر اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون روس کے زعم و غرور کو کہاں برقرار رہنے کی اجازت دے سکتا تھا؟ باری تعالیٰ کا تو یہ ارشاد ہے:۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ (البقرہ ۲۵۱)

اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے ذریعے سے دفع نہ کرتا رہتا تو روئے زمین پر فساد برپا ہو جاتا لیکن اللہ تو جہان والوں پر بڑا فضل رکھنے والا ہے۔

آج ہم جن عالمی تبدیلیوں کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں یہ سب افغان مجاہدین کے خالص اسلامی جہاد کا صدقہ ہیں۔ روس کو اگر افغانستان میں شکست نہ ہوتی تو وہ اپنے زعم باطل کو لیے بیٹھا رہتا اور اس حقیقت کا شعور اسے کبھی حاصل نہ ہو پاتا کہ اگر نہتے، غیر منظم، پسماندہ اور ان پڑھ افغان عوام اسے کھلے چٹیل میدان میں

شکست دے سکتے ہیں اور ذلت و رسوائی کے ساتھ پسپائی پر مجبور کر سکتے ہیں تو وہ اعلیٰ تعلیمیافتہ مشرقی جرمنی، ہنگری، چیکوسلواکیہ، پولینڈ اور بلغاریہ وغیرہ کو کب تک اپنے قبضے میں رکھ سکے گا۔ آج تبدیلیوں کا جو نیا دور شروع ہوا ہے اس کا نقطۂ آغاز افغانستان ہے۔ آج جس کو جہاں آزادی حاصل ہو رہی ہے وہ افغانوں کے خون کا ممنونِ احسان ہے ـــــ افغانوں کے خون کی حرارت نے ساری دُنیا کے مظلوموں کو نئی جرأت دی، نیا حوصلہ دیا اور ظالم سامراج کا حوصلہ توڑ دیا، اس کا طلسم سامری غارت کر دیا۔ اب افغانوں جیسی تحریک کو روکنے اور مزید خسارے سے بچنے کے لیے غلاموں کی زنجیریں کھولی جا رہی ہیں ـــ افغان عوام اگر اپنے لہو کی ندیاں نہ بہاتے تو سُرخ سامراج سے آج کسی کو چھٹکارا نصیب نہ ہوتا۔

خلیج میں صدام حسین کے شرمناک کردار سے پورے عالم انسانیت میں مسلمانوں کی رسوائی ہوئی مگر اسکے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے افغان مجاہدین کو (ماسکو خورد) خوست کی فتح سے نوازا تو دُنیا پر یہ بات آشکارا ہوگئی کہ حقیقتِ اسلام اور خالص اسلامی جہاد افغان مجاہدین کے پاس ہے جس کی ادنیٰ کرامات اور ثمرات میں ایک "فتح خوست" ہے۔ جو غیر معمولی جرأت وہمت اور بے مثال شجاعت و شہامت والے اولوالعزم افغانوں اور مجاہد شاہینوں اور عقابوں کے معرکۂ جہاد کا نقطۂ آغاز اور بدر کی طرح مُستقبل کی فتوحات کا پیش خیمہ ہے۔

ہمارا یقین ہے کہ مُستقبل قریب میں پہاڑوں سے گھرا ہوا افغان مجاہدین کا اپنا مُلک ان کو اپنے بلند عزائم کے سامنے محدود اور تنگ نظر آئے گا اور فتح و ظفر کے شوق کی تسکین اور شجاعت و شہامت کے جوہر دکھانے اور جذبہ ذوقِ شہادت کی تکمیل کے لیے وہ سمرقند و بخارا، چین و ہند کا بھی رُخ کریں گے، اور آج جو پوری اسلامی دُنیا ذہنی افسردگی، بدنظمی اور سیاسی انتشار کا شکار ہے ایسے حالات میں حرکت و زندگی اور جوش و جذبہ سے بھرپور جفاکش اور جنگجو افغان مجاہدین قلیل تعداد کے باوجود "خوست" کی طرح افغانستان سمیت عالم اسلام کے مختلف محاذوں پر کفر کی بڑی بڑی فوجوں کو شکست دیتے ہوئے مضبوط اور مُستحکم اسلامی نظام حکومت قائم کریں گے اور یہ بھی یقین ہے کہ اس سے پوری دُنیا کے مسلم معاشرہ کے تنِ ناتواں میں نیا خون اُبھرے گا اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا نیا دور شروع ہوگا۔

عبد القیوم حقانی

مولانا عبدالقیوم حقانی

اساتذۂ دارالعُلوم کا دورۂ خوست

چشم دید مناظر اور مشاہدات و تاثرات

فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی سے تازہ ترین انٹرویو

مشہور مورخ اسلام امیر البیان امیر شکیب ارسلان جب بہادروں اور شہسواروں کے مرکز، شیروں کے مخزن، فاتحین اور سورماؤں کے مولد و منشا اور اسلام کے مضبوط قلعہ افغانستان کا تذکرہ لکھنے بیٹھے تو اسلامی جوشِ حمیت سے مغلوب ہوگئے۔ اس مجاہد ملک کی تاریخ ان کی نگاہوں کے سامنے آگئی۔ اور اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکے اور بے اختیار صفحۂ قرطاس پر منتقل کر دئے لکھتے ہیں کہ :-

"میری جان کی قسم! اگر ساری دنیا میں اسلام کی نبض ڈوب جائے اور کہیں بھی اس میں زندگی کی رمق باقی نہ رہے۔ پھر بھی کوہ ہمالیہ اور ہندوکش کے درمیان بسنے والوں میں اسلام زندہ رہے گا اور اس کا عزم جواں رہے گا" (حاضر العالم الاسلامی ج ۲ ص ۱۹۷)

گذشتہ بارہ تیرہ سال سے بہادر اور غیور افغانی قوم نے عملاً اپنی تاریخ کو دہرایا اور امیر شکیب ارسلان کے قول کی مزید عملی تصدیق کر دی۔

افغانی غازیوں اور شہداء اور معرکہ ہائے کارزار کے مجاہدین کی زیارت و ملاقات اور ایمان و یقین کے مناظر و کیفیات کے مشاہدے اور دین اسلام کے زندہ و متحرک اور عملی مناظر دیکھنے کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے مورخہ ۱۳/اپریل ۱۹۹۱ء کو ہفتے کے روز مخدوم زادہ ذی قدر حضرت مولانا حافظ انوار الحق مدظلہ کی قیادت میں پانچ افراد (مولانا صاحب موصوف کے علاوہ ڈاکٹر محمد شریف، حافظ سلمان الحق، محمد آصف اور احقر کاتب الحروف) پر مشتمل قافلہ جب میرم شاہ کے راستے شجاعت و سرفروشی کی سرزمین افغانستان کے نومفتوحہ صوبہ خوست میں داخل

ہوا اور نماز مغرب سے قدرے قبل دارالعلوم حقانیہ کے افغانی طلبہ کے جہادی مرکز "چپاؤ گروپ" یعنی چھاپہ مار گروپ کے مرکز کے قریب پہنچا تو اس گروپ کے نعارضی کمانڈر مولوی عالم گل حقانی (جو دارالعلوم کے چھٹے درجہ کے طالب علم ہیں) دور سے فوجی جرنیل کی ٹوپی سر پر رکھے ہاتھ میں کلاشنکوف لئے ہماری گاڑی کی طرف بڑھے چلے آرہے ہیں انہوں نے دور سے ہمیں پہچان لیا تھا قریب آکر گاڑی روک دی ابھی ان سے علیک سلیک جاری تھی کہ فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی مجاہدین کے ایک بڑے کاروان کے ساتھ علاقہ "بڑی" کے اپنے "خلیل مرکز" سے یہاں پہنچے۔ اور مولانا انوار الحق سے فرمایا۔ "میں نے خلیل مرکز" میں اب تک آپ کا انتظار کیا مگر مخابرہ سے معلوم ہوا کہ آپ میرم شاہ ڈیرے سے پہنچے تو میں نے انہیں تاکید کر دی کہ میں خود ملاقات کے لئے میرم شاہ حاضر ہو رہا ہوں پھر کل اکٹھے خوست کے لئے آئیں گے کل خوست چھاؤنی میں محاذ جنگ کے کمانڈروں کی اہم میٹنگ بھی ہے اس کے لئے جانا ہو گا"

چپاؤ گروپ کے طلبہ کی خواہش تھی کہ ہم ان کے ہاں قدرے قیام کر لیں لہذا عرض کیا گیا کہ حضرت! آپ آج میرم شاہ چلے جائیں اپنے کام نمٹالیں ہم لوگ کل خوست کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ اور کل آپ کی خوست واپسی پر ملاقات ہو سکے گی" فرمایا

" میں صبح سویرے کام نمٹا کر واپس آجاؤں گا آپ حضرات خلیل مرکز میں میرے کمرے میں قیام کر لیں پھر خوست کے لئے اکٹھے روانہ ہوں گے"

مولانا نے مجاہدین کو ہماری ضیافت و خاطر داری کی بڑی تاکید فرمائی۔ ہم نے مغرب کی نماز چپاؤ گروپ کے مرکز میں پڑھی۔ اور خلیل غونڈ کے لئے روانہ ہوئے۔ مولوی عالم گل حقانی، مولوی رحیم اللہ حقانی اور مولوی عنایت اللہ حقانی بھی ہمارے ساتھ تھے۔ وہاں پر دارالعلوم کے قدیم فاضل اور مولانا حقانی کے نائب عظیم مجاہد کمانڈر مولانا نظام الدین حقانی پہلے سے اپنے مخدوم زادہ اور ان کے رفقاء کے منتظر تھے۔ انہوں نے پٹھانوں کے روایات کے مطابق شاندار استقبال اور اکرام کیا۔ کھانے کا پر تکلف اہتمام کیا گیا تھا۔ رات گئے تک ان کے ساتھ خوست کی جنگ نسبت دارالعلوم حقانیہ میں ان کے بیتے ہوئے ایام ماضی، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور مولانا محمد علی مرحوم کا تذکرہ رہا۔ رات کے قیام اور آرام کے لئے مولانا جلال الدین حقانی کے ذاتی کمرہ میں جگہ بنائی گئی تھی۔

دوسرے روز ہم لوگ یہاں سے خوست چھاؤنی کے لئے روانہ ہوئے راستے کے درخت، پہاڑ اور شاید ہی کوئی پتھر ایسا ہو جس پر دشمن کی گولیاں نہ برسی ہوں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں، دامن اور وادیاں روسی دشمن کے بمبار طیاروں کی بے رحم بربریت کی منہ بولتی تصویر تھیں زمین کا کوئی چپہ ایسا نہ تھا جہاں دشمنوں کے بموں کے نشان نہ ہوں۔ اسباب و وسائل کی بات اور ہے مگر اخلاص، للہیت، انابت اور اعتماد علی اللہ، کرامات جہاد اور حقانیت اسلام کی بات ہی کچھ اور ہے۔ "خلیل غونڈ" میں مجاہدین اور اپنے رفقاء سے جہادی معرکوں کی داستانیں سنتے رہے۔ اور آج راستے میں وہ

تمام مراحل اور مناظر آنکھوں سے دیکھتے رہے جہاں افغان مجاہدین نے خون اور آگ کے دریاؤں میں تیر کر فتح اور غلبہ کی سعادت حاصل کی۔

اسی راستے میں وہ مورچہ بھی دیکھا جہاں پر سب سے پہلے اپنے جرنیل مولانا جلال الدین حقانی کے حکم پر مولوی عالم گل حقانی کی قیادت میں دارالعلوم حقانیہ کے طلبہ کی ایک جماعت اور چیاؤ گروپ کے رفقاء نے دشمن پر یلغار کر دی تھی اور ان کے محاذ جنگ کے سب سے بڑے جرنیل اور رہائی کمان کے افسر اعلیٰ کو گرفتار کر لیا تھا جس کی جرنیلی ٹوپی دارالعلوم کے چھوٹے درجے کے طالب علم کے پاؤں کی ٹھوکر بنی۔ مجاہدین کی اس یلغار کے بعد دشمن کی صف اول کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور ایسے اکھڑے کہ پھر انہیں بغیر بھاگنے کے اور کوئی راہ نہ سوجھی۔

اسی رستے میں وہ مورچہ بھی دیکھا جہاں حاجی علی گل نے اپنے ۹ ساتھیوں کی معیت میں ۱۶ اسو فوجیوں کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور ۱۰ آدمیوں نے ۱۶ اسو کو گرفتار کرکے اسلام کی صداقت و اعجاز کا یہ واقعہ پندرھویں صدی میں صفحۂ تاریخ پر ثبت کر دیا۔ بعد میں جب ہم نے قیدیوں سے اس قدر بزدلی اور دس کے سامنے ۱۶ اسو کے ہتھیار ڈالنے کی حقیر ترین ذلت اور شکست کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے۔

جناب! یہ مجاہدین دس کب تھے یہ تو ہمیں دس ہزار دکھائی دے رہے تھے۔

مجاہدین کے پاس ۹ ٹینک تھے جن میں تین خراب ہو چکے تھے چھ باقی رہے جب کہ دشمن کے ۸۰ ٹینک تھے۔ ہمارے دریافت کرنے پر بعض فوجی افسروں اور ایک قیدی جرنیل نے کہا کہ جناب! "ہمیں تو چاروں طرف مجاہدین کے ٹینک ہی ٹینک نظر آتے تھے"۔

مغرب کے وقت نو مفتوحہ علاقے میں جب فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کے تشریف لانے کا اعلان ہوا تو مولانا کے جلال و جمال اور استقبال کا عالم دیدنی تھا۔ مولانا جدھر جاتے مجاہدین بندوقوں، کلاشنکوفوں، توپوں اور زبردست ہوائی فائرنگ سے ان کا والہانہ استقبال کرتے۔ مغرب سے عشاء تک پوری فضا پر مولانا کے استقبال اور عظمت شان کی کیفیت طاری رہی۔ مولانا کو دیکھ کر، امام شاملؒ کی عظمت اور سید احمد شہید کی جلالت اور جہاد اسلام کی حقیقت کے کئی پہلو سامنے آتے رہے۔ مغرب کے بعد خوست چھاؤنی کے مرکز میں مولانا حقانی مسلح مجاہدین کے عظیم اور طویل ترین کاروان کے جلوس میں مولانا انوار الحق اور ان کے رفقاء کے پاس تشریف لائے اور صبح مفصل ملاقات کے لئے کہا جب کہ فی الوقت محاذ جنگ کے تمام کمانڈروں کی مشترکہ میٹنگ کی وجہ سے موصوف میٹنگ کے لئے متعین قرارگاہ پر تشریف لے گئے۔

ہمارا قافلہ خوست کے پورے علاقہ، چھاؤنی، شہری آبادی، بازار، اطراف، مختلف مورچوں، روسی جہازوں کے قبرستان دونوں ہوائی اڈوں، تازہ ترین جنگی تقابل، مختلف معرکوں کے اہم حصوں کے دیکھنے کے لئے مقامی

مجاہدین کی رہنمائی میں مشغول ہوگیا۔ ہم نے اس دورۂ خوست میں یوں تو بہت کچھ سامانِ عبرت حاصل کیا۔ مگر سب سے بڑی چیز یہ حاصل ہوئی کہ اللہ کی عظمت اور اس کی ابدیت پر ایمان مزید مستحکم ہوگیا۔ اور انسانی کی کمزوری اور مظاہر سے فریب خوردگی پر یقین تازہ اور پختہ ہوگیا بڑے بڑے دارالسلطنتوں سے ایمان اٹھ گیا۔ جو آج آبادی کی کثرت عمارتوں کے استحکام اور بنیادوں کی مضبوطی پر ناز کرتے ہیں اور جن پر ان کے سربراہوں، وہاں کے بسنے والوں اور ان سے متاثر اور مرعوب ہونے والوں کو بڑا اعتماد ہے۔ اسی طرح بڑی آن بان، کروفر، شان و شوکت لاؤ لشکر، علم و فن، اثر و اقتدار، مضبوط قلعوں، محفوظ برجیوں، عالی شان عمارتوں اور بڑے بڑے کارخانوں والے طاقتور اور وسیع و عریض ممالک پر سے بھی عقیدہ اٹھ گیا۔ ہم نے سوچا کہ بغداد، کویت، غزنی، قرطبہ، غرناطہ، سمرقند، بخارا اور اب خوست کی تباہی و بربادی کے بعد ان موجودہ دارالسلطنتوں، شہروں اور تہذیب و ثقافت کے مرکزوں اور ان حکومتوں کی کیا ضمانت دی جاسکتی ہے۔ بادشاہوں اور جرنیلوں کے جاہ و حشم کے اس انجام کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ سب بچوں کا کھیل اور سٹیج کی نقالی ہے ؎

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے بس وہی، باقی بتانِ آذری

کہاں وہ حسن و جمال کا مرقع خوست اور کہاں یہ برباد اور ویران کھنڈروں اور برستے ہوئے گولہ بارود سے جلے ہوئی عمارتوں کا ہیبت ناک منظر۔ رہے نام اللہ کا۔ رات اور دن کا الٹ پھیر اسی کے ہاتھ میں ہے اور گردشِ روزگار اسی کا تابع فرمان۔ وتلک الایام نداولہا بین الناس۔

افغان مجاہدین تیرہ سال سے ٹینکوں، جہازوں اور میزائلوں اور دشمن کی جدید ترین مسلح افواج سے لڑ رہے ہیں اور اب قلتِ عَدَدْ اور قلتِ عُدد کے باوجود خوست کو آزاد کرانے میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ حالانکہ ان کے پاس نہ تو رسد کا انتظام ہے نہ کسی کمک کا امکان، وہ اپنی پناہ گاہوں اور مراکز سے بہت دور کھلے میدانوں میں لڑتے رہے ان کے راستوں میں سر بفلک پہاڑ، جن کی چوٹیوں پر دشمنوں کے مورچے اور دیو قامت ٹینک ایستادہ ہیں۔ دشوار گزار راستے تنگ گھاٹیاں اور پھر قدم قدم پر بارودی سرنگیں حائل تھیں۔

دراصل وجہ یہ ہے کہ ان جنگوں اور حملوں کی ان کے نزدیک اتنی ہی اہمیت ہے جتنی ایک ماہر اور مضبوط کھلاڑی میچ یا کھیل کے میدان کو دیتا ہے۔ وہ اللہ پر کامل اعتماد رکھتے ہیں۔ اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ جہاد عبادت ہے اور اس راہ میں موت شہادت اور شہدا مرتے نہیں بلکہ انہیں حیاتِ جاودانی حاصل ہو جاتی ہے ؎

جو موت آئے رضائے حبیب کی خاطر
وہ موت، موت نہیں، زندگی کا حاصل ہے

بہرحال رات بھر کے مشاغل و مصروفیات اور قدرے آرام کے بعد جب صبح ہوئی تو گاڑی آئی اور فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کی خوست چھاؤنی کے محاذ جنگ کے قیام گاہ پر ہمیں لے گئی۔ ہم لوگ مولانا کے کمرے میں داخل ہوئے تو کیا دیکھا؟ یہ کہ وقت کا عظیم جرنیل، لاکھوں قلوب کا بے تاج بادشاہ، پرانی دریوں کا فرش اس کی خواب گاہ تھی۔ اور خود بڑے انہماک سے قرآن کی تلاوت میں مصروف تھے فارغ ہوئے تو اپنی جگہ سے اٹھ کر ہم لوگوں سے مصافحہ فرمایا۔ اور صبح کے ناشتے کا اہتمام کیا گیا۔ اب کا ناشتہ کیا تھا۔ دستر خوان بچھا تو سوکھی روٹی کے ٹکڑے اور چائے بھی ایسی کہ یہاں کا غریب اور نادار ترین شخص بھی ایسی چائے پینے کیا؟ دیکھنے کے لئے بھی تیار نہ ہو۔ مگر مولانا حقانی اور ان کے رفقاء حالت جنگ میں تھے اور یہی کچھ ان کو میسر تھا۔ جسے ہم لوگوں نے بھی بڑے شوق سے کھایا، اور اس کی لذت کا کیا پوچھنا، کام و دہن میں اب تک اس ناشتے کی حلاوت و عذوبت اور شیرینی اور مٹھاس قائم ہے۔

اس موقع پر مولانا انوار الحق مدظلہ کی مولانا حقانی سے مفصل گفتگو ہوئی سوال و جواب بھی ہوتے رہے احقر قلمبند کرتا رہا۔ ذیل میں اسی گفتگو کا قابل اشاعت حصہ نذر قارئین ہے۔ پھر ۲۷ اپریل کو حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی دعوت پر مولانا جلال الدین حقانی نے جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے صوبائی کنونشن لاہور میں شرکت کی اور مفصل خطاب فرمایا جب کہ اس سے قبل حضرت مولانا قاضی عبداللطیف مدظلہ سے ان کی خوست کی جنگ سے متعلق مفصل گفتگو ہوئی۔ جسے آئندہ شمارہ میں پیش کر دیا جائے گا ان شاء اللہ۔

س۔ خوست کی فتح کی صورت حال کیا ہے

ج۔ بحمد اللہ اللہ کا بڑا کرم ہوا اس کی خصوصی عنایت اور توجہ و کرم فرمائی سے خوست فتح ہوا اللہ ہی نے نصرت فرمائی۔ بڑی تعداد میں تقریباً ۳۵۰ کے قریب دشمن کے فوجی افسر گرفتار ہوئے ڈھائی ہزار کے قریب عام سپاہی قیدی بنائے گئے کچھ فوجی افسر اور بعض جرنیل تاہنوز چھپے ہوئے ہیں ان کا تعاقب اور تجسس بھی جاری ہے

س۔ خوست میں قیام امن اور نظام حکومت کا کیا بنے گا۔

ج۔ بحمد اللہ خوست میں جب سے مجاہدین کو تسلط اور غلبہ حاصل ہوا ہے امن قائم ہے البتہ اس کا باقاعدہ طور پر نظام کے چلانے کے لئے ایک مشترکہ ادارہ قائم کریں گے جس میں سب شریک ہوں گے یہ ادارہ یہاں کا تمام اجتماعی نظام معاملات، مدارس، ماکولات، تعمیرات پلوں اور سڑکوں کی تعمیر، بارودی سرنگوں کی صفائی واپس آنے والے مہاجرین اور شہریوں کی دیکھ بھال اور ان کے حقوق اور جان و مال کے تحفظ کا کام کرے گا۔

س۔ جن لوگوں نے اب خوست سے ہجرت کی ہے اور اس سے قبل نجیبی حکومت کے حامی رہے تو کیا ان لوگوں کو بھی ان کے گھر واپس کر دئے جائیں گے۔

ج - جی ہاں، ہم نے عام معافی کا اعلان کیا ہوا ہے تمام مہاجرین کو واپسی کی اجازت ہوگی ان کو ان کے گھر اور مال و جائیداد واپس کر دیئے جائیں گے۔ کچھ خاندان تو اب بھی خوست آچکے ہیں اور ان شاء اللہ ایک دو ماہ میں خوست کے تمام باشندے واپس آجائیں گے۔

س - جہاد کی تازہ ترین صورت حال کیا ہے۔

ج - اب مجاہدین کی تمام تر توجہ خوست کے بعد گردیز پر ہے اور الحمد للہ کہ اس میں بھی مجاہدین کو کامیابی ہو رہی ہے۔ خوست سے گردیز ۱۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے تقریباً ۱۰۰ میل مجاہدین کے قبضے میں ہیں اور اب مزید آگے بڑھ رہے ہیں چند روز قبل میں خود گردیز کی صورت حال کا جائزہ لے چکا ہوں محاذ جنگ پر دو دن اور دو رات قیام رہا۔ مورچے بنائے مجاہدین کی ترتیب درست کیں۔ تاہم مسلسل بارشوں، پانی اور کیچڑ اور برف کی وجہ سے بڑی مشکلات پیش آرہی ہیں ادھر کا راستہ بھی کچا ہے جس کی وجہ سے رسد اور کمک کے پہنچانے میں بڑی دقت پیش آرہی ہے۔

س - نجیب کی کٹھ پتلی حکومت اور مغربی پریس کے بعض عناصر پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ خوست کی جنگ میں پاکستانی فوجی بھی شریک ہوئے۔

ج - انا للہ وانا الیہ راجعون، یہ پروپیگنڈہ جھوٹ کا پلندہ ہے اس میں کوئی واقعیت نہیں اگر یہ سچ ہے تو نجیبی حکومت کم از کم ایک پاکستانی فوجی قیدی تو پیش کر دے جس نے مجاہدین کا ساتھ دے کر خوست کی جنگ میں حصہ لیا ہو۔ اس جنگ میں نہ تو پاکستانی مشیروں کا حصہ ہے نہ فوجی سپاہیوں کا اور نہ پاکستانی طیاروں کا دراصل بات یہ تھی کہ افغان کٹھ پتلی حکومت اور اس کی حامی اشتراکی قوتیں خود یہ دعویٰ کرتے تھے کہ مجاہدین بڑے کمزور ہیں پھر غلقی اور پرچمی خوست کو چھوٹا ماسکو کہتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ نجیبی حکومت نے یہاں کے تمام باشندوں کو مسلح کر دیا تھا ہر گھر قلعہ تھا اور مضبوط چھاؤنی بنا دیا گیا تھا۔ ہوان، دشکے، کلاشنکوف اور ضرورت کا اسلحہ تمام خاندانوں کو پہنچا دیا گیا تھا حتیٰ کہ گھروں میں حکومت نے سب کو زمینی مورچے بھی پکے کر دئے تھے۔ جنگ جاری ہوتی تھی لیکن وہاں کی عورتیں زمین دوز مورچوں میں اپنے کھانے پکانے کا انتظام آسانی سے کر لیتی تھیں۔ مہاجرین کے علاوہ جن لوگوں نے وہاں خوست میں ہجرت کے بجائے سکونت کو ترجیح دی تھی یہ وہی لوگ تھے جو نظریاتی طور پر کمیونسٹ تھے۔ عقیدۃً خدا کے منکر اور لینن کے قائل تھے۔ اس لئے حکومتی فوج کے علاوہ وہاں کے سکونت پذیر باشندے بھی دل کی انتہاہ گہرائیوں سے مجاہدین سے لڑنے اور مرنے مارنے پر تیار کر دئے گئے تھے پھر حکومت نے اپنی تمام تر فوجی قوت۔ اور بھرپور صلاحیتیں خوست پر ڈال دی تھیں کہ خوست فتح نہ ہو کیونکہ مستقبل کے خوست کی فتح مجاہدین کے فتوحات کا اولین دروازہ ہے۔

مگر جب اللہ نے ارادہ کیا تو ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا خدا کی غیبی نصرت اور مدد ہمارے شامل حال ہوئی اور دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے۔

خوست کی جنگ یکم رمضان سے شروع ہوئی ۱۵ رمضان تک جاری رہی اور ۱۵ مارچ سے شروع ہوئی تو ۳۱ مارچ کو پورا علاقہ فتح ہوگیا۔ ہماری حکمت عملی اور جنگی منصوبہ بندی طویل تھی ہم نے سوچا تھا ڈھائی تین ماہ تک جب ان کے ہوائی رسد اور دیگر چور دروازے بند کردیں گے تو وہ تنگ آکر تسلیم ہوں گے۔ دشمن کو ہماری منصوبہ بندی کا علم ہوگیا تھا۔ ہمارے مجاہدین چار ماہ سے اس منصوبہ بندی کی تکمیل کے لئے مصروف کار تھے پورے علاقہ میں بارودی سرنگوں کے بچھا دینے اور پہاڑوں پر مورچے قائم کر دینے اور ہمارے میدانی علاقوں میں ہونے کے پیش نظر دشمن کی گولیوں کا آسانی سے ہدف بن سکتے تھے۔ لہٰذا دشمن سے بچنے کے لئے ہم نے خندقیں کھودیں زمینی راستے بنائے ان کو بھی ہمارے سارے کام، منصوبہ بندی اور خندقوں کا علم ہوگیا تھا لہٰذا دشمن نے بھی مضبوط دفاعی پروگرام تشکیل دیا انہوں نے رسد و کمک، کھانے پینے کی تمام اشیاء، اسلحہ اور ممکنہ ضرورت اور استعمال کی تمام چیزوں کا ذخیرہ جمع کرلیا۔ قندہار اور تمام صوبوں سے جدید ترین توپیں اور اسلحہ یہاں منتقل کردیا گیا۔

خدا کی قدرت کا کرنا دیکھئے جب جنگ شروع ہوئی تو دشمن روزانہ پیچھے دھکیلا جاتا رہا۔ اور ان کی ضرورت اور کھانے پینے کی اشیاء مجاہدین کے قبضہ میں آتی گئیں تو ہم نے مجاہدین کو آزادی دے دی کہ وہ ضرورت کی اشیاء خورد و نوش کے اسباب اور فوری استعمال کا اسلحہ اپنے کام میں لائیں اور مال غنیمت میں اسے جمع نہ کرائیں اس حکمت عملی سے مجاہدین کو فوری طور پر کام کرنے اور کام آگے بڑھانے کا خوب موقع ملا۔

س۔ خوست کی جنگ میں مسلسل بارشوں سے تو مجاہدین کی کارروائیوں میں نقصان ہوتا ہوگا۔

ج۔ جی نہیں! خوست کی جنگ میں بادل اور مسلسل بارشیں مجاہدین کے حق میں رہیں یہ اللہ کا فضل تھا جو ہمارے شامل حال رہا۔ بادلوں اور بارشوں کی وجہ سے نہ تو طیارے پرواز کر سکتے تھے اور نہ صحیح ٹھکانوں پر بم گرائے جاسکتے تھے۔ دشمن نے بادل و بارش کو بھی گالیاں دیں اور کہا کہ ہماری شکست میں ان کا بھی حصہ ہے۔

س۔ خوست کے عام شہریوں اور عام سپاہیوں سے آپ کا معاملہ کیسا رہا۔

ج۔ ہم نے پہلے سے اعلان کردیا تھا کہ عام شہری جنگ سے قبل خوست چھوڑ کر چلے جائیں مجاہدین ان سے کوئی تعارض نہیں کریں گے۔ اسی طرح ہم نے یہ بھی اعلان کردیا تھا کہ جو سپاہی جنگ سے قبل مجاہدین سے آملیں گے انہیں بھی معاف کردیا جائے گا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے اس پر عمل کیا اور جو لوگ عمل نہ کر سکے انہیں بھی جنگ کے بعد عام معافی دے دی گئی۔

البتہ جن فوجیوں نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا انہیں قتل کر دیا گیا۔
س۔ مجاہدین میں شہدا کتنے ہوئے۔
ج۔ ۱۵ روز کی اس جنگ میں ۱۵۰ سے ۱۶۰ تک مجاہدین شہید ہوئے ان مجاہدین میں بھی زیادہ تر وہی ہیں جو فتح کے بعد قبضہ و تسلط اور عملیت کے استحکام کے لئے کام کرنے کے دوران بارودی سرنگوں کے پھٹنے کی وجہ سے شہید ہوئے ۱۶، آدمی سکڈ میزائل کے خوست پر گرنے کی وجہ سے شہید ہوئے۔

ہم لوگ صبح کے ناشتہ پر مولانا جلال الدین حقانی سے گفتگو کر رہے تھے رات کی سوکھی روٹی کے ٹکڑے، چائے میں دودھ نہ ہونے کے برابر، یہی صبح کا ناشتہ تھا۔ جیسے وقت کا امام شامل، خوست کا عظیم فاتح بڑے مزے سے تناول کر رہا تھا۔ اضیاف بھی خوش تھے کہ ہمیں اسلام کے عظیم جرنیل نے پرتپاک ضیافت دی ہے۔ اسی دوران سویڈن کے نمائندے آئے اور ملاقات کی اجازت چاہی، مولانا حقانی نے بڑی خندہ جبینی سے ان کا استقبال کیا، خشک روٹی کے ٹکڑوں اور کپ چائے پر مشتمل ناشتے والے دستر خوان پر اسے بھی ساتھ بٹھا دیا گیا۔ سویڈن کے نمائندے نے عرض کیا۔

"میں آپ کی آزاد سرزمین پر قدم رکھ کر بے حد خوش ہوں آزادیٔ خوست آپ کی جواں ہمتی اور اولوالعزمی کا ثمرہ ہے مبارکباد قبول فرمایئے"۔

مولانا حقانی نے فرمایا مجھے آپ حضرات کی تشریف آوری اور افغانستان کی آزادی سے دلچسپی پر مسرت ہوتی ہے۔ اسی دوران کسی مناسبت سے مولانا نے یہ بھی ارشاد فرمایا:۔
کہ کویت کی آزادی کا پوری دنیا پر بھوت سوار تھا ہم بھی اس کی آزادی کے حق میں تھے اور ہماری بھی دلی خواہش تھی کہ کویت آزاد ہو مگر عالمی پریس کو کویت میں تیل کے ذخائر اور سونے کی ڈلیاں نظر آتی تھیں اسی لئے پوری دنیا اس کا ڈھنڈورا پیٹتی رہی۔

جب کہ خوست میں تیل کے کنوئیں نہیں۔ سونے کے ذخائر نہیں اس لئے خوست کی فتح کو بین الاقوامی پریس میں وہ مقام اور جگہ نہ مل سکی جس کا وہ مستحق تھا۔ حالاں کہ کویت کو تنہا عراق سے آزاد کرانے کے لئے امریکہ سمیت پوری دنیا مصروف عمل تھی جب کہ خوست کی آزادی میں روس اور اس کے اتحادیوں کے مقابلہ میں تنہا نہتے مجاہدین تھے۔
اس موقع پر مولانا حقانی کو ان کے سکریٹری نے اطلاع کر دی کہ کنٹر پر نجیبی کٹھ پتلی حکومت نے سکڈ میزائل پھینکا ہے جس سے سینکڑوں لوگ شہید ہوئے۔

مولانا حقانی نے فرمایا۔ یہ افغان کٹھ پتلی حکومت کی بزدلانہ حرکت ہے اس کے پس پشت روسی اشارہ ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے چاہیئے کہ پوری دنیا اس کے خلاف متحدہ احتجاج کرے تاہم میں نجیب حکومت کو خبردار کئے

دیتا ہوں کہ ایسی حرکتوں سے اسے کبھی استحکام اور دوام حاصل نہ ہو سکے گا۔ اور نہ وہ مستقبل قریب میں اپنے قطعی زوال و اضمحلال کو روک سکے گی۔

س۔ حکومت پاکستان کی تجویز کے بارے میں آپ کا ردعمل اور خوست کے حملے کے بارے میں بعض اہم قد آور شخصیتوں کی رائے کیا تھی؟

ج۔ ایران، روس، اور امریکہ کا مشترکہ منصوبہ یہ تھا کہ افغانستان نجیب کی قیادت میں مشترکہ حکومت قائم ہو پھر انتخابات ہوں اور اس طرح مجاہدین کو کمزور کر دیا جائے۔ تاہم یہ منصوبہ محاذ جنگ کے جرنیلوں کے سامنے نہیں رکھا گیا البتہ بعض سیاسی رہنما بات چیت کرتے رہے۔

خوست کے حملے کے بارے میں بھی بعض لیڈروں کی رائے یہی تھی کہ مجاہدین کا اقتصاد کمزور ہے۔ معاشی حالت صفر کے برابر ہے امریکہ نے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ خلیج کی جنگ کی وجہ سے بیرونی مدد بھی بند ہو چکی ہے وسائل کمزور ہیں۔ ایسے حالات میں اگر حملہ کیا گیا تو پوری دنیا میں جلال آباد کے حملے کی طرح رسوائی ہوگی اور مجاہدین کی ساکھ کو نقصان پہنچے گا انہوں نے کہا حملہ کے بارے میں خوست کے محاذ جنگ کے کمانڈروں کا فیصلہ سراسر غلط ہے۔ مگر امید ہے کہ خوست کی فتح کے بعد ان لوگوں نے بھی اپنی رائے پر نظر ثانی کر لی ہوگی۔

س۔ آئندہ کے مراحل اور غیر ملکی مدد؟

ج۔ گردیز، غزنی، لوگر اور اس کے بعد کابل اور جلال آباد کے مراحل درپیش ہیں۔ روس کی ان کے ساتھ بھرپور مدد جاری ہے۔ ۸۰ ٹرانسپورٹ طیارے حال ہی میں روس نے ان کی مدد کے لئے بھیجے ہیں۔ تاہم خوست کا محاذ جنگ روسی طیاروں کا قبرستان ثابت ہوا ہے۔ خوست کی فتح میں اللہ نے ہماری بھرپور مدد کی ہے یہاں سے مال غنیمت میں ہمیں جو اسلحہ اور سامان جنگ ملا ہے وہ خوست کی طرح کئی بڑے بڑے شہروں کی فتح کے لئے ہمارے لئے کافی ہے اور انشاء اللہ گردیز، غزنی اور لوگر کی فتح سے مزید مدد ملے گی تو اس سے پورے افغانستان میں فتح ہوگی۔

س۔ قیدیوں کے ساتھ آپکا سلوک اور معاملہ کیسے ہے؟

ج۔ قیدیوں سے حسن سلوک کا معاملہ ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ ۷ جرنیل اور ۳۰۵ افسر اور مجموعی قیدی ڈھائی ہزار کے قریب ہیں۔ ۷ پائلٹ اور ۱۲ افراد جہازوں کے عملہ کے گرفتار ہیں۔ افسر قیدیوں کے ساتھ مہمانوں کا سا سلوک ہے عام قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک ہے یہ لوگ (جب تک نجیب کی حمایت کا اندیشہ ہے) زیر حراست رہیں گے تاہم قطعی ضمانت پر انہیں بھی رہا کر دیا جائے گا۔ س۔ خوست کی فتح کے عالم اسلام پر کیا اثرات مرتب ہونگے؟ ج۔ اس کے اثرات عالم اسلام پر ہر لحاظ سے موثر، نافع اور بڑے اچھے واقع ہوئے ہیں خوست کی فتح سے پورے عالم اسلام میں خوشیاں ہیں جو علاقے کٹھ پتلی نجیب حکومت کے قبضے میں ہیں وہاں کے مسلمانوں میں بھی بڑی مسرت ہے، گردیز اور غزنی کے بعض مسلمان باشندے ترتیب بنا رہے ہیں کہ مجاہدین کے حملے کے وقت وہ بھی مجاہدین کا بھرپور ساتھ دیں۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مسلمانوں پر ایک نظر اور قلب پر تین اثر

عید الفطر کے مجمع سے خطاب

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اس وقت کہیں مسلمانوں کی سن کر، اور ایک جگہ ان کا کوئی مجمع دیکھ کر دل پر تین قسم کے نہایت مختلف اثر ہوتے ہیں۔

۱۔مسرت۔ ۲۔حیرت۔ ۳۔حسرت

مسرت اس کی کہ الحمد للہ! ایک وقت تھا کہ روئے زمین پر کلمہ گو انگلیوں پر گنے جاتے تھے اور یہ وہ تھے جو ساری دنیا کی اصلاح کو نکلے تھے اور پوری امت کہلاتے ہیں۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس	تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئیں عالم میں
تامرون بالمعروف وتنھون	اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے
عن المنکر وتؤمنون باللہ ۵ (آل عمران)	روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

اور جن کو قریبی زمانہ میں زمین کا نقشہ اور قوموں کی تقدیریں بدلنی تھیں۔ اور جنہوں نے اس تعداد پر خشکی اور تری سے دشمنی مول لے لی تھی۔

مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تین مرتبہ مسلمانوں کو شمار کیا گیا۔ پہلی مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰۰ دوسری میں ۶۰۰) اور ۷۰۰ کے درمیان تھی۔ اور تیسری مرتبہ شمار میں مسلمان ڈیڑھ ہزار تھے۔ تو پھر اس تعداد پر مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اطمینان کی سانس لی۔ کہ اب ہم ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں کیا ڈر ہے؟ ہم نے تو وہ زمانہ دیکھا ہے جب ہم اکیلے نماز پڑھتے تھے اور پھر بھی ہر طرف سے دشمنوں کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔

بہر حال شکر کا مقام ہے اور اللہ کا احسان ہے اور یہ احسان اس نے ایک جگہ جتایا ہے۔

واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون	اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے مغلوب
فی الارض تخافون ان یتخطفکم	پڑے ہوئے ملک میں ڈرتے تھے کہ اچک لیں تم

الناس فآواکم وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبت لعلکم تشکرون (الانفال ۲۶)

تم کو لوگ پھر اس نے تم کو ٹھکانا دیا اور قوت دی تم کو اپنی مدد سے اور عطا کیں تم کو پاک چیزیں تاکہ تم شکر کرو

ایک نبی نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اس طرح یاد دلایا۔

واذکروا اذ کنتم قلیلاً فکثرکم

اور یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے۔ تو تمہیں زیادہ کر دیا۔

آج صرف ایک جگہ اسلام کے مرکز سے ہزاروں میل دور مسلمان کہلانے والوں کی اتنی صورتیں نظر آسکتی ہیں جن سے بہت کم کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترستی تھیں اور خواب میں بھی نظر نہیں آتی تھیں اور ان کے زرق برق لباس اور بیش قیمت پوشاک کی وجہ سے نظر نہیں ٹھہرتی۔

ایک وہ وقت تھا کہ مکہ کا نازوں کا پلا امیرزادہ مصعب بن عمیر کہ وہ جس وقت مکہ کی گلیوں میں نکلتا تھا تو دو دو سو روپیہ سے کم کی پوشاک جسم پر نہ ہوتی تھی اور آگے پیچھے غلام ہوتے تھے۔ اور جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی محبت تھی۔ اور جس کے ہاتھ میں جنگ احد میں مسلمانوں کا جھنڈا تھا جب احد میں شہید ہوتا ہے تو اس کے ترکہ میں اور مسلمانوں کے پاس اتنا نہیں ہوتا کہ اس کو فراغت سے کفن دے سکیں، صرف ایک کمبل ہوتا ہے کہ جب اس سے سر چھپاتے ہیں تو پیر کھل جاتے ہیں اور پیر چھپاتے ہیں تو سر کھل جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سر چھپاؤ اور پیر پہ گھاس ڈال دو۔

حیرت۔ اور ایسی حیرت ہے کہ عقل کام نہیں کرتی اور سکتہ طاری ہو جاتا ہے کہ ان شتربانوں اور خانہ بدوشوں کی کیا کایا پلٹ ہوئی کہ پلک جھپکاتے ہی شتربان سے جہاں بان بن گئے۔ قیصر وکسریٰ کے تاج پیروں سے روندے زمین کا جغرافیہ بدل دیا۔ دنیا کی تاریخ بدل دی۔ دنیا بدل دی۔ پھر دیکھتے دیکھتے ایسی کایا پلٹ ہوئی کہ جہاں سے چلے تھے اس سے بھی پیچھے ہٹ گئے۔ وہ کیا چیز تھی جو آئی اور گئی۔ حیرت اس کی ہے کہ جب وہ مٹھی بھر تھے، ایک گھر بھی نہیں تھے تو بحر و بر پہ چھائے ہوئے تھے۔ ہوا کی طرح کوئی جگہ ان سے خالی نہیں تھی اور جب مور و ملخ کی طرح ہوئے تو ان کا نشان نہیں ملتا۔ سب سے بڑھ کر حیرت اس کی ہے کہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ مسلمان کہلاتے تھے اور یہ بھی کم سے کم مسلمان کہلاتے ہیں۔ حیرت ہے کہ کیا یہ مجمع جو دنیا میں سب سے زیادہ بے فکر و مطمئن نظر آتا ہے۔ فکر و تردد اس سے کوسوں دور معلوم معلوم ہوتا ہے جس کو بظاہر دنیا کے ہر کام سے فراغت ہو چکی ہے۔ یہی حقیقتاً دنیا کی سب سے بڑی گراں بار ذمہ دار اور مصروف قوم ہے جو روئے زمین سے برائی اور بداخلاقی دور کرنے اور گناہ اور ظلم مٹانے کے لئے نیکی کی اشاعت مظلوموں کی حمایت، امن کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہے۔ کیا یہ اپنا کام ختم کر چکے۔ کیا دنیا سے برائیاں اور بداخلاقیاں

دور ہو چکیں۔ کیا اب کسی پر اور خود اس پر ظلم نہیں ہوتا۔ کیا جن کے چہروں پر فاتحانہ مسرت، لبوں پہ کامرانی کی مسکراہٹ آنکھوں میں شادمانی کی چمک ہے۔ دنیا کی وہی سب سے بڑی مصیبت زدہ اور بدبخت قوم ہے جس پر روز بروز زمین تنگ ہوتی جارہی ہے اور جس کے وہ ملک ہاتھ سے نکل گئے جو دل کے ٹکڑوں اور اولاد سے بڑھ کر تھے۔ جن کے ایک بالشت کی قیمت مسلمانوں نے خالدؓ اور ابوعبیدہؓ ۔ سعدؓ و معاذؓ۔ طارق و محمد بن قاسم، نورالدین و صلاح الدین کی جان اور خون سے ادا کی تھی جن میں سے ہر ایک اس وقت کے کل مسلمانوں سے زیادہ قیمتی ہے

کاش کہ ان میں کا ایک ہی ہوتا۔ اور ان میں کا ایک بھی نہ ہوتا۔

کیا وہ یہی قوم ہے جن کی عزتیں، جن کی آبرو، جن کے نبی کا ناموس اور جن کے شعائر دینی کسی وقت محفوظ نہیں۔ اور جن کی زندگی اور موت جن کے قلب اور دماغ اور جن کی اولاد بھی دوسروں کے ہاتھوں میں رہ چکی ہو؟

کیا یہ وجیہہ چہرے، یہ شاندار و باوقار صورتیں۔ یہ بارعب جسم وہی ہیں جو تجربہ کار دشمن و دوست کی نظر میں حقیر، بے وقار و بے رعب ہیں۔

واذا رایتھم تعجبک اجسامھم	اور جب تم ان کو دیکھو گے ان کے جسم بڑے
وان یقولوا تسمع لقولھم	بھلے معلوم ہوں گے اور جب یہ کچھ کہنے لگیں
کانھم خشب مسندۃ ط	گے تو تم کان لگا کر سننے لگو گے۔ لیکن ان کی
یحسبون کل صیحۃ علیھم	حقیقت کیا ہے گویا کہ ٹیک لگائی ہوئی
(المنافقون)	لکڑیاں ہیں ہر ایک آواز کو اپنے خلاف ہی
	سمجھتے ہیں۔

اور یہ جو کاندھے سے کاندھا ملائے پہلو بہ پہلو کھڑے ہیں۔ یہاں اور یہاں سے باہر عدالتوں میں اور عدالتوں سے باہر دشمنوں کی طرح لڑ چکے ہیں اور لڑتے رہتے ہیں۔ یہ کاندھے سے کاندھا پہلو سے پہلو ملائے ہوئے ہیں لیکن ان کے دل الگ الگ ہیں۔

تحسبھم جمیعا وقلوبھم شتی	تم ان کو اکٹھا سمجھتے ہو حالانکہ ان کے دل
(حشر ۱۴)	علیحدہ ہیں۔

کیا وہ قوم قیامت تک بھی کبھی مسرور و مطمئن ہو سکتی ہے جس کی تاریخ میں ایک مرتبہ بھی اسپین کا واقعہ ہو چکا ہو اور جس کے بعض اور دوسرے ممالک بھی اسپین بن چکے ہیں۔

کیا وہ قوم اطمینان کی سانس لے سکتی ہے جو اپنے نبی کی وصیت اخرجوا الیھود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو پوری نہ کر سکتی ہو۔

کیا وہ قوم جس کے اوقاف واملاک مساجد اور مآثر و مشاہد خانقاہوں اور دوسری دینی اور قومی یادگاروں پر دوسروں کا قبضہ ہو اپنے کو کچھ بااختیار سمجھ سکتی ہے۔

حسرت۔ جتنا علم ہوتا جاتا ہے اتنے ہی آنکھوں سے پردے اٹھتے جاتے ہیں اور دل کی حالت بدلتی جاتی ہے اکثر اطمینان کی بجائے حیرت اور مسرت کے بجائے حسرت ہوتی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا	اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تھوڑے
وابکیتم کثیراً	ہنستے اور زیادہ روتے۔

آپ جب دیکھتے ہیں کہ ایک ضعیف پیر مرد کے جوان جوان توانا تندرست بیٹے اور پوتے ہیں تو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑھاپے میں اس کا سہارا اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں ان کو دیکھ کر اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہوگا کہ جو باغ میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا وہ میری زندگی میں پھل پھول رہا ہے۔ ایسے اقبال مند تھوڑے ہوتے ہیں۔ اس کی مٹی ٹھکانے لگے گی۔ مگر جب وہ پیر مرد ان کو دیکھتا ہے تو دل پکڑ کر رہ جاتا ہے کہ ان میں سے ایک بھی مرتے ہوتے میرے حلق میں پانی ٹپکانے کا روادار نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ کاش یہ نہ ہوتے تو یہ حسرت تو نہ ہوتی کہ ہو کے بھی میرے نہیں۔

یہی حالت اس وقت ہماری ہے اسلام جب اپنی اولاد پر نظر ڈالتا ہے تو کہتا ہے۔ بہت ہیں اگر کام کے ہوتے تو ان سے بہت کم بھی کافی تھے۔ یہ سب میرے ہی نام سے پکارے جاتے ہیں اور میرے ہی کہلاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے میرے کام کے تھوڑے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ عیب چھپے ہوئے ہیں۔ اگر یہ پردہ اٹھ جائے تو آنکھیں دیکھیں کہ کمزوریوں کا، نقائص کا، عیوب کا اور گناہوں کا بازار اور میلہ لگا ہوا ہے اور ان زرق برق لباسوں میں بہت جانور اور درندے ہیں۔

لیکن اگر ہماری آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے تو عالم الغیب تو دیکھ رہا ہے وہ صورتیں نہیں دیکھتا، نام نہیں پوچھتا۔ وہ دل اور عمل دیکھتا ہے۔

ان اللہ لاینظر الی صورکم واموالکم	اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں
ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم	دیکھتا بلکہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال دیکھتا

وہ دیکھ رہا ہے کہ یہ انسان نہیں انسانوں کا کوڑا کرکٹ ہیں جن میں دانے اور کام کے موتی بہت تھوڑے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم پر قومیں اس طرح اکٹھا ہو جائیں گی جس طرح کھانے والے لگن پر۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ہماری تعداد کی کمی کی وجہ سے۔ فرمایا نہیں۔ تم بہت ہو گے لیکن تمہارا رعب ان کے دلوں سے اٹھ جائے گا۔ تم سیلاب کے کوڑے کرکٹ کی طرح ہو جاؤ گے۔

یہ تو اللہ دیکھتا ہے لیکن ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ:

۱۔ ان میں سے بیسیوں وہ لوگ ہیں جو کلمہ کے معنی نہیں جانتے اور شرک و توحید و رسالت کے متعلق سرے سے ان کا کوئی عقیدہ ہی نہیں۔ ایسے بھی ہیں جن کو کلمہ بھی یاد نہیں۔ ایسے کثرت سے ہیں جن کے دل میں توحید پوری طرح سے نہیں اتری نہ شرک سے ان کو کوئی نفرت ہے ایسے بھی کچھ کم نہیں کہ قرآن مجید کے مطابق صریح شرک و بت پرستی میں مبتلا ہیں۔

۲۔ ایسے سینکڑوں ہیں جو اسلام کو بالکل نہیں سمجھتے نہ کبھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اسلام یا اسلامی نام گھر کے سامان اور روایات کے ساتھ باپ دادا کے ترکہ میں ملا ہے اس کے متعلق ان کو اور کوئی علم نہیں وہ نہیں جانتے اللہ ان سے کیا چاہتا ہے۔ اسلام کے کیا حقوق اور شرائط ہیں۔ اسلام نے ان کی زندگی میں کوئی درستی یا فرق کیا یا نہیں۔

۳۔ ایسے بہت ہیں جن کی زندگی اور موت کسی طرح اسلامی نہیں اور ان کے رسم و رواج، شادی غمی، تمدن و معاشرت، وضع قطع، نشست و برخاست، معاملات و تعلقات کسی سے بھی کوئی ان کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا۔

۴۔ ایسے اکثر ہیں جو کسی معنی میں اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے مفید نہیں اور ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

۵۔ ایسے بہت ہیں کہ ان سے اسلام کے نام اور اس کی شہرت و عزت و کامیابی کو نقصان پہنچ رہا ہے ان کو دیکھ کر اور ان کے ساتھ رہ کر لوگ اسلام سے بدعقیدہ اور کبھی مرتد ہو جاتے ہیں۔

۶۔ بہت سے ایسے ہیں جن کو اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اسلامی شعائر اور مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے لئے مفت اور بہت تھوڑی قیمت پر بہر وقت استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ ایسے بہت زیادہ ہیں جن کو اسلام کے ساتھ کوئی محبت و ہمدردی نہیں ان کو ان کی مشکلات و ضرورت کا کوئی غم نہیں وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ مسلمان کہاں کہاں بستے ہیں اور وہ ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔

۸۔ ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہیں مسلمان کہلانے سے شرماتے ہیں اور مذہب پر ہنستے ہیں۔

۹۔ ایسے بہت ہیں جو اپنی اور مسلمانوں کی حالت پر قانع ہیں انہیں اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور ترقی دیکھنے کا کبھی کوئی شوق اور ارمان نہیں ہوتا اور نہ ذلت سے کوئی تکلیف ہوتی ہے ان کو یہ چیز کوئی غیر معمولی نہیں معلوم ہوتی۔ بہت ایسے ہیں کہ خود اپنی نظر میں ان کی کوئی عزت نہیں وہ اپنی قیمت نہیں جانتے۔ اپنی تاریخ اپنے ماضی اپنے اسلاف اور بزرگوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ وہ کسی وقت ان پر فخر اور اپنے اسلام پر شکر نہیں کرتے اور نہ ان کو ان کی پیروی کا شوق اور نہ کھوئی ہوئی چیزوں کا افسوس۔ ان کے سامنے اسلام کا کوئی اصلی نمونہ اور اس کا کوئی بلند تخیل نہیں اس لئے سست دل اور مایوس ہیں۔

۱۰۔ اکثر ایسے ہیں جو محض دیکھا دیکھی اور رسمی مسلمان ہیں اس لئے نہ ان کو اسلام کا علم ہے اور نہ اس پر فخر و شکر ہے نہ اس میں ان کو کوئی لطف ہے اور نہ ان کے اخلاق و اعمال پر اس کا نور و برکت و اثر ہے۔

بتائیے کہ ایسے مجمع کو دیکھ کر کیا خوشی ہو حقیقت یہ ہے آج کل جہاں مسلمان جمع ہو جائیں وہاں عقائد و مذہب کا عجائب خانہ دینی اور روحانی امراض کا بیمارخانہ، عیوب کا بازار لگ جاتا ہے مگر ع

یہ رونے کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

عبرت۔ اب حسرت و حیرت و حسرت کے بعد عبرت ہی کا درجہ ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس درجہ کو بھی طے کرلیں۔

انّ فی ذٰلک لعبرۃ لاولی الابصار

آیئے ہم اپنا مقابلہ اسلام کے پہلے نمونوں سے کریں۔

۱۔ صحابہؓ گنتی کے تھے اور تمام دنیا پر بھاری تھے	۱۔ ہم لاتعداد ہیں اور زمین پر بھاری ہو رہے ہیں
۲۔ صحابہؓ بادشاہوں پر سلطنت کرتے تھے۔	۲۔ ہمیں غلاموں اور غلاموں کی غلامی بھی ہزار دِقّت سے نصیب ہوتی ہے۔
۳۔ صحابہؓ کچھ نہ تھے اور سب کچھ ہو گئے	۳۔ ہم سب کچھ تھے اور کچھ نہ رہے۔
۴۔ صحابہؓ کی دنیا عزت اور اطمینان سے بسر ہوتی تھی اور آخرت اس سے کہیں بہتر۔	۴۔ ہماری زندگی سخت ذلت فکر و پریشانی سے گزرتی ہے اور آخرت کی بھی بظاہر امید اچھی نہیں

اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ یہ کس چیز کی نحوست اور وہ کس چیز کی برکت تھی صحابہؓ کے پاس کونسا کیمیا کا نسخہ تھا کیا کرامت تھی۔ ان کی زندگی میں بیٹھے بیٹھے انقلاب ہوا جس نے دنیا میں انقلاب کر دیا۔ ان کی پوری زندگی کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سوا کوئی قابل ذکر غیر معمولی واقعہ نہیں ہوا کہ انہوں نے اپنی زندگی و موت، عقل و رائے، دل و دماغ مرضی و اختیار اور اپنی پوری مشین کی کنجی ایک ایسے انسان کے سپرد کر دی تھی جو معصوم تھا۔ خود دنیا کا سب سے بڑا حکیم تھا اور جو خدا کے مشورہ و حکم سے کام کرتا تھا جس سے غلطی ہونی ممکن نہیں اسی کی وحی سے بات کرتا تھا اسی کی روشنی میں چلتا تھا ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ رسول اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا اس کی گفتگو محض وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے وہی ان کو اٹھاتا تھا، بٹھاتا تھا چلاتا تھا، پھراتا تھا۔ جدا کرتا تھا ملاتا تھا ؎

بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی   شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی

(باقی ص ۳۵ پر ملاحظہ ہو)

مولانا محمد شہاب الدین صاحب ندوی

نکاح کی اہمیت — اور — اُس کا فلسفہ

اسلامی شریعت میں

خاندان کی تاسیس | قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مرد کو حضرت آدم علیہ السلام کے روپ میں پیدا کیا۔ پھر حوا علیہا السلام کو حضرت آدمؑ کی تنہائی اور وحشت دور کرنے کی غرض سے پیدا فرمایا۔ جیسا کہ بعض روایات میں صراحت موجود ہے[1] اس کا مطلب یہ ہوا کہ خلاق عالم نے عورت کو مرد کی تنہائی اور اس کی وحشت دور کرنے کی غرض سے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ حسب ذیل آیت میں اس کا اشارہ موجود ہے۔

ھو الذی خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ و جعل منھا زوجھا لیسکن الیھا۔	وہی ہے جس نے تم کو ایک ہستی سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا ساتھی بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔ (اعراف: ۱۸۹)

مرد اور عورت کا ملاپ اگر صالح اور پاکیزہ بنیادوں پر عمل میں آئے یعنی ان دونوں کا بندھن اگر اخلاقی و شرعی قیود کے تحت ہو تو اس سے خاندانی اور معاشرتی نظام وجود میں آتا ہے، چنانچہ حسب ذیل آیت میں اسی نظام کی طرف اشارہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے جاری ہے۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ و خلق منھا زوجھا و بثّ منھما رجالاً کثیراً و نساءً ج واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ و الارحام ط ان اللہ کان	اے لوگو تم اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک ہستی سے پیدا کیا اور اُس سے اس کی بیوی کی تخلیق کی۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ تم اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو۔ اور رشتہ داریوں کے معاملہ میں بھی (بگاڑ سے) بچو۔ اللہ یقیناً

---

[1] دیکھئے تہذیب الاسماء و اللغات، از محی الدین نووی ۲/۳۴۰، مطبوعہ بیروت

علیکم رقیباً ہ (نساء:۱) تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔

چنانچہ صاف ظاہر ہے کہ خاندانی نظام کے بغیر رشتہ داریوں کا وجود عمل میں نہیں آسکتا۔ اور خاندانی نظام کی بنیادی اینٹ عصمت وعفت یا نکاحی زندگی کا قیام ہے۔ جو بے نکاحی زندگی یا آزادانہ میل ملاپ سے قائم نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ کو وجود میں لانے کے لئے خاندانی نظام اور خاندانی روابط کو مضبوط کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس اعتبار سے نکاح کی بڑی اہمیت ہے۔ جو شرعی و اخلاقی ضوابط کے تحت عمل میں آئے۔ ظاہر ہے کہ یہ عظیم فائدہ مجرد جنسی لطف اندوزی سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مرد اور عورت کے آزادانہ اختلاط کے باعث نہ تو رشتہ داریاں جنم لے سکتی ہیں اور نہ ہی کوئی خاندان وجود میں آسکتا ہے۔ بلکہ اس کے نتیجہ میں تہذیب وتمدن سے عاری جنگلی قسم کے انسانوں کا ایک ریوڑ ضرور رونما ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے جنگلی انسانوں کے ظہور سے کوئی قوم وجود میں نہیں آسکتی بلکہ اس سے کسی قوم وملت کا تمدنی ومعاشرتی نظام تک منتشر و پراگندہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو نظر آئے گا کہ اس قسم کی افراتفری سے خود انسانی وجود ہی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

نکاح انبیائے کرام کی سنت اسی بنا پر نکاح اور "نکاحی زندگی" کو انبیائے کرام کی سنت قرار دیا گیا ہے اور اس کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں صراحت موجود ہے کہ انبیائے کرام جو دنیائے انسانیت کے لئے نمونہ قرار دئے گئے ہیں وہ ازدواجی بندھنوں میں بندھے ہوئے اور اہل وعیال والے تھے۔

و لقد ارسلنا رسلاً من قبلك	(اے محمدؐ) ہم نے آپ سے پہلے یقیناً
وجعلنا لهم ازواجاً وّ	(بہت سے) رسول بھیجے اور انہیں بیویوں اور
ذرّيةً (رعد ۳۸)	اولاد سے بھی نوازا۔

اور اس سلسلے میں چند حدیثیں ملاحظہ ہوں جن سے آیت کریمہ کی شرح وتفسیر ہوتی ہے۔

اربعٌ من سُنَنِ المُرسلين	چار چیزیں پیغمبروں کی سنت میں سے ہیں۔
الحياءُ وَالتّعطّر والسواكُ	حیاء داری، خوشبو لگانا، مسواک کرنا اور
و النكاحُ	نکاح کرنا[1]

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ تین افراد ازواجِ مطہرات کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں دریافت کیا۔ جب انہیں اس بارے میں خبر دی گئی تو انہوں نے اس کو بہت تھوڑا

[1] سنن ترمذی ۳/۳۹۱ مطبوعہ بیروت۔ مسند احمد ۵/۴۲۱ بیروت۔ سنن سعید بن منصور ۱/۱۵۴ مطبوعہ گجرات

خیال کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے جب کہ آپ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ پس ان تینوں میں سے ایک نے کہا کہ میں اب ہمیشہ رات رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھا کروں گا اور کبھی افطار نہیں کروں گا۔ اور تیسرے نے کہا کہ میں تو عورتوں سے الگ رہوں گا۔ اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا کہ کیا تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے اس اس طرح کی باتیں کی ہیں؟ پھر آپ نے فرمایا:۔

اما واللّٰہ انی لاخشاکم للّٰہ و اتقاکم لہ، ولکنی اصومُ و اُفطر، و اصلّی و ارقُدہ، و اتزوّج النساء فمن رغب عن سنّتی فلیس منّی۔

ہاں تو جان لو کہ میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ خدا پرست ہوں۔ لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جو کوئی میری سنت سے ہٹے گا وہ مجھ سے نہیں ہے[1]

حافظ ابن حجر نے اس حدیث سے ضمناً یہ بھی استدلال کیا ہے کہ جو لوگ کھانے اور پہننے وغیرہ کی حلال چیزوں کو استعمال کرنے سے منع کرتے ہیں اور موٹے جھوٹے کھانے اور پہننے کو ترجیح دیتے ہیں ان کا بھی اس میں رد ہے[2]۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم۔ النکاح من سنّتی فمن لم یعمل بسنّتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرنا میری سنت ہے اور جس نے میری سنت پر عمل نہیں کیا وہ مجھ سے نہیں ہے[3]

من احب فطرتی فلیستنن بسنّتی و من سنّتی النکاح۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے طریقے کو پسند کرتا ہو تو وہ میری سنت اختیار کرے اور میری سنت نکاح کرنا ہے

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح ۱۱۶/۶ مطبوعہ استنبول، مسلم نکاح ۱۰۲۰/۲ مطبوعہ ریاض، سنن نسائی ۲۷۴/۲ مرتبہ ناصر الدین البانی، السنن الکبری للبیہقی ۷۷/۷ [2] فتح الباری ۱۰۶/۹ مطبوعہ ریاض

[3] سنن ابن ماجہ کتاب النکاح ۵۹۲/۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت

السنن الکبری بیہقی ۸/۷، مطبوعہ ملتان۔ سنن سعید بن منصور ۱۲۱/۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عکاف نامی ایک شخص آتا ہے۔ تو آپ اس سے پوچھتے ہیں کہ اے عکاف کیا تیری بیوی ہے؟ وہ کہتا نہیں۔ آپ دریافت کرتے ہیں کہ کیا کوئی لونڈی ہے؟ وہ کہتا ہے نہیں۔ اس پر آپ پوچھتے ہیں حالانکہ تم اچھے خاصے مالدار ہو؟ وہ کہتا ہے کہ ہاں میں اچھا خاصا مالدار آدمی ہوں۔ تب آپ اس طرح فرماتے ہیں۔

انت اذاً من اخوان الشیاطین لو کنت فی النّصارٰی کنت من رھبانھم ان سنّتنا النکاح۔ شرارکم عُزّابکم و اراذل موتاکم عُزّابکم، ابالشیطان تمرسُون؟ ما للشیطان من سلاحٍ ابلغ فی الصالحین من النساء إلا المتزوجُون اولٰئک المطھرون من الخنا۔

تب تو تم شیطان کے بھائی ہو۔ اگر تم نصاریٰ میں ہوتے تو تم ان کے راہبوں میں شمار ہوتے۔ ہماری سنت تو نکاح کرنا ہے (عیسائیوں کی طرح بے نکاح رہنا نہیں) سب سے برُے لوگ وہ ہیں جو بے نکاح ہوں اور ایسے ہی لوگ (اخلاقی اعتبار سے) خستہ حال ہوتے ہیں۔ تو کیا تم شیطان کے ساتھ کھیلتے ہو؟ صالح بندوں کے لیے شیطان کا ہتھیار عورتوں سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہیں ہے۔ جو شادی شدہ لوگوں پر کارگر نہیں ہو سکتا۔ یہی (شادی شدہ) لوگ فحش کاری سے بچے رہتے ہیں [1]

حاصل یہ کہ قرآن اور حدیث کی رو سے نکاح کرنا انبیائے کرام کا طریقہ اور خاص کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور حدیثوں میں نکاح کی بہت زیادہ تاکید اور اس کے فوائد مذکور ہیں جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے اور عقلی اعتبار سے بھی اس کی نہایت درجہ اہمیت ہے۔ صحیح قول کے مطابق نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

اسلام میں تجرد و رہبانیت جائز نہیں

مذکورہ بالا آخری حدیث میں نکاح کے مقاصد اور اس کے مفاسد پر بھی بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اس کا فلسفہ سمجھاتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ایک شادی شدہ آدمی عورتوں کے فتنے اور فحش کاری سے بچا رہتا ہے جب کہ اس کے برعکس ایک مجرد یا غیر شادی شخص ان

---

[1] الفتح الربانی در ترتیب مسند احمد ۱۴۲/۱۶، ۱۴۳ء ۱۳۴۹ھ مطبوعہ قاہرہ۔ مصنف عبدالرزاق ۱۷۱/۶ مطبوعہ بیروت

کے جال میں آسانی کے ساتھ پھنس سکتا ہے اور وہ اپنی عزت و پاکیزگی کو بمشکل ہی بچا سکتا ہے کیونکہ عورت شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے جس کے ذریعہ وہ معاشرہ میں فساد برپا کرتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں کہا گیا ہے۔

النساءُ حبائل الشیطان۔ — عورتیں شیطان کا پھندہ ہیں[1] (جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو پھانستا ہے)۔

نیز ایک اور حدیث کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ما ترکتُ بعدی فتنۃً اضرّ علی الرّجال من النساء — میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ چھوڑا[2]

المرأۃ عورۃٌ فاذا اخرجت استشرفھا الشیطان۔ — عورت پوشیدہ رکھے جانے والی چیز ہے (یعنی اس کے لئے پردہ ضروری ہے) کیونکہ جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے[3]

عورتوں کے اس فتنہ میں اچھے اچھے عابد و زاہد بھی مبتلا ہو کر اپنا زُہد اور اپنی ریاضت کھو چکے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کے فتنوں سے خود عیسائی راہب بھی بچ نہیں سکے۔ بلکہ انہوں نے درپردہ دربارِ حسن میں ہتھیار ڈال کر اپنی رہبانیت پر دھبہ لگا دیا ہے۔ جیسا کہ عیسائیت اور چرچ کی تاریخ شاہد ہے[4]

اسی وجہ سے اسلام میں نہ تو رہبانیت جائز ہے اور نہ بے نکاح زندگی گذارنا۔ بلکہ اس کے برعکس جہاں ایک طرف قدم قدم پر نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے پاک دامنی کی زندگی گذارنے پر ابھارا گیا ہے۔ تو دوسری طرف رہبانیت کی تردید میں کثرتِ نکاح اور کثرتِ اولاد کی طرف بھی توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ کیونکہ اسلام ایک فطری اور عقلیت پسند مذہب ہے اور چاہتا ہے کہ معاشرہ میں جہاں ایک طرف توازن و اعتدال رہے تو دوسری طرف جنسی مفاسد کا بھی خاتمہ ہو۔ ظاہر ہے کہ ایک بے نکاحی یا آزاد معاشرہ میں سوسائٹی بہت جلد زوال پذیر ہو کر اپنی معاشرتی قدریں کھو دیتی ہے۔ لہٰذا معاشرتی مفاسد کے استیصال کا واحد طریقہ یہ ہے کہ آزاد اور بے قید جنسی ملاپ پر روک لگائی جائے۔ اور اس قسم کے مفسدہ کو ہر قیمت پر روکا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں نکاح اور نکاحی زندگی کی

---

[1] الترغیب والترہیب، زکی الدین منذری ۲۵۷/۳ مطبوعہ دارالفکر [2] صحیح بخاری نکاح ۱۲۷/۶، صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا ۲۰۹۷/۴ مطبوعہ ریاض [3] جامع ترمذی ۴۷۶/۳ بیروت، صحیح ابن خزیمہ ۹۳/۳ بیروت، طبرانی ۱۳۲/۱۰

[4] اس کے کچھ نمونے لیکی کی تصنیف کردہ مشہور کتاب "تاریخ اخلاق یورپ" میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

بہت زیادہ فضیلت آئی ہے ۔اور نکاح کے اخراجات[۱] کی طاقت رکھنے والوں کو نکاح پر ابھارتے ہوئے یہاں تک کہا گیا ہے کہ جو شخص اس کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے۔ کیونکہ روزہ رکھنے سے جنسی شہوت میں کمی واقع ہوتی ہے اور اپنے جذبات پر قابو رکھنے میں کافی مدد ملتی ہے ۔چنانچہ ایک مشہور حدیث کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

یا معشر الشّباب! من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوّج، فانہ اغضُّ للبصر و احصنُ للفرج۔ و من لم یستطع فعلیہ الصّوم فانہ لہ وجاءٌ

اے نوجوانو! تم میں جو شخص نکاح کی طاقت (جنسی اور مالی اعتبار سے) رکھتا ہو وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ یہ بات نگاہ کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور جو شخص اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزہ رکھا کرے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو توڑ دے گا[۲]۔

من کان منکم ذا طَولٍ فلیتزوّج، فانہ اغضُّ للبصر، و احصن للفرجِ و من لا فالصّوم لہ وجاءٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص صاحب تیسیر ہو وہ نکاح کر لے۔ کیونکہ یہ بات نگاہ کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور جو صاحب تیسیر نہ ہو اس کے لئے روزہ شہوت کو توڑنے والا ہوگا[۳]۔

من قدر علیٰ ان ینکح فلم ینکح فلیس منّا

جس شخص کو نکاح کرنے کی قدرت ہو مگر اس کے باوجود وہ بیاہ نہ کرے تو وہ ہمارا آدمی نہیں ہے[۴]

من کان موسراً لأن ینکحَ فلم ینکح فلیس منا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔جو شخص مالدار ہے اور وہ بیاہ کر سکتا ہے مگر

---

[۱] نکاح کے اخراجات سے مراد اسلامی شریعت میں خاص کر مہر کی رقم ہے جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے ۔ [۲] بخاری کتاب النکاح ۶/۱۱۷، مسلم نکاح ۲/۱۰۱۹، ترمذی نکاح ۳/۳۹۲، نسائی نکاح ۲/۶۷۵ (مرتبہ محمد فواد عبدالباقی بیروت) مسند احمد (الفتح الربانی) ۱۶/۱۳۸ سنن دارمی ۲/۱۳۲، سنن سعید بن منصور ۱/۱۴۱، السنن الکبریٰ بیہقی ۷/۷۷ [۳] سنن نسائی، کتاب النکاح ۲/۶۷۵، المکتب الاسلامی بیروت [۴] سنن دارمی، کتاب النکاح ۲/۱۳۲، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس کے باوجود وہ بیاہ نہیں کرتا تو وہ ہمارا آدمی نہیں ہے[۱]

من تبتل فلیس منّا — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نکاح سے کنارہ کشی اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے[۲]

لا صرورة فی الاسلام — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں بے نکاحی زندگی گذارنا روا نہیں ہے[۳]

اسی بنا پر خصی کرانا اللہ کی تخلیق کو بدلنا اس کی نعمت کا انکار ہے۔ جس میں بعض اوقات جان کا خطرہ بھی لاحق ہوسکتا ہے[۴] لہٰذا بعض احادیث میں اس کی صریح ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات (جنگوں) میں شریک ہوا کرتے تھے۔ مگر ہمارے ساتھ عورتیں نہ ہوتی تھیں اسی بنا پر ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو خصی کرا لینے کی اجازت طلب کی۔ تو آپ نے ہمیں اس حرکت سے منع فرمایا۔

فقلنا یا رسول اللہ ألا نستخصی؟ فنهانا عن ذالك — ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کرالیں؟ تو آپ نے ہمیں اس سے منع فرمایا[۵]

مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعونؓ کا واقعہ ہے کہ آپ کی زوجہ محترمہ خولہ بنت حکیمؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس شکستہ حال میں آئیں۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے شوہر رات بھر عبادت میں لگے رہتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے سارا ماجرا سنایا۔ پھر آپ نے عثمان بن مظعونؓ کو بلا کر فرمایا:

یا عثمان! انّ الرّھبانیّة — اے عثمان! ہم پر رہبانیت مشروع قرار

---

۱ السنن الکبری، بیہقی ۷/۸۰، مطبوعہ ملتان (پاکستان) ۲ مصنف عبدالرزاق، بحوالہ کنز العمال ۶/۲۷ موسسة الرسالة۔ بیروت ۳ سنن ابو داؤد ۲/۳۴۹ مطبوعہ حمص (شام) الفتح الربانی یعنی ترتیب مسند احمد ۱۶/۱۴۳ مستدرک حاکم ۲/۱۵۹، ۱۶۰ دار بیروت ۴ دیکھئے فتح الباری از حافظ ابن حجر ۹/۱۱۹۔ مطبوعہ ریاض ۵ صحیح بخاری کتاب النکاح ۶/۱۱۸۔ صحیح مسلم کتاب النکاح ۲/۱۰۲۲

لم تکتب علینا۔ اما لك فیّ اسوۃ؟ فواللہ انّ اخشاکم للہ و احفظکم لحدودہ لانا۔

نہیں دی گئی۔ کیا تمہارے لئے مجھ میں کوئی نمونۂ زندگی نہیں ہے؟ اللہ کی قسم تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے اور اس کی حدود کی حفاظت کرنے والا میں ہوں[1]

واضح رہے کہ اہل عرب صدیوں سے اہل شریعت نہیں تھے اس بنا پر وہ یہود و نصاریٰ کے زہد و عبادت اور خاص کر عیسائیوں کی رہبانیت سے بہت متاثر و مرعوب تھے۔ اور ان کی نگاہ میں اس کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ جس کا دوسرا نام "سیاحت" بھی تھا۔ اس بنا پر مسلمانوں کا ایک طبقہ ازدواجی زندگی کو عبادت و تقویٰ کے خلاف تصور کرتا تھا۔ لہٰذا اسلام نے اس طبقہ کی غلط فہمی دور کرنے اور اہل کتاب کے ان غلط افکار و تاثرات کی تردید کی غرض سے متعدد طریقوں سے ازدواجی زندگی کی ترغیب و تحریص دلائی اور مختلف اسالیب میں ان کے خود ساختہ رسم و رواج کو دین الٰہی سے بعید اور بے بنیاد قرار دیا تاکہ فطرت کے صحیح اصولوں کے تحت تمدن و معاشرت کا نشو و نما عمل میں آئے۔ اور ان میں غیر فطری اور خلاف تمدن افکار و رسوم کے در اندازی کو روکا جا سکے۔ جو نہ صرف ایجاد بندہ ہیں بلکہ عبادت و بندگی کی اصل حقیقت سے بھی بہت دور ہیں۔

نکاح کرنا بھی عبادت ہے

عیسائی مذہب میں عورت کو بدی کی جڑ قرار دیا گیا تھا۔ اس لئے مردوں کو عورتوں سے دور رہنے کی تاکید کرتے ہوئے یہ غیر فطری اعلان کیا گیا کہ ازدواجی زندگی سے روحانیت کی نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ سینٹ آگسٹائن کی تحریر کے مطابق جنسی عمل (SEX) بنیادی طور پر گناہ آلود تصور کیا گیا۔ جو صرف تولیدی عمل کی غرض سے قابل معافی ہو سکتا ہے۔ اس کی نظر میں جنسی عمل ایک حیوانی خواہش ہونے کے لحاظ سے روحانیت کے منافی تھا۔ اور عیسائی دنیا میں ازدواجی زندگی کی مذمت کا یہ نظریہ پورے ایک ہزار سال تک چھایا رہا[2]۔

مگر اس کے برعکس اسلام میں عورت انسان ہونے کے اعتبار سے نہ صرف مرد کی ہم پلہ ہے بلکہ ازدواجی زندگی تکمیلِ دین کا بھی ایک ذریعہ ہے کیونکہ عورت کے بغیر مرد کی زندگی مکمل نہیں ہو سکتی۔ اسلام میں چونکہ جنسی بے راہ روی اور گناہوں سے بچنے کے لئے ازدواجی زندگی کی تاکید کی گئی ہے۔ اس لئے اسلام کی نظر میں نکاح کرنا بھی ایک عبادت ہے چنانچہ اسلام میں ایک نیک سیرت بیوی کو دنیا کی سب سے بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے

---

[1] مصنف عبد الرزاق، مرتبہ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ۶/۱۶۷-۱۶۸ مجلس علمی گجرات ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

[2] اس موضوع پر تفصیلی بحث کے لئے راقم سطور کی کتاب "عورت اور اسلام" دیکھنی چاہئے۔

اس لئے اسلام کی نظر میں جنسی عمل کسی بھی طرح قابل مذمت نہیں۔ بلکہ یہ فعل (جب کہ وہ حلال طریقے سے کیا گیا ہو) اجر و ثواب کا باعث ہوگا۔ کیونکہ نکاحی زندگی کے باعث حرام کاری کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطان کو بہکانے کا موقع نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی شخص کے نکاح کرنے پر سب سے زیادہ رنج و ملال شیطان کو ہوتا ہے۔ اور بعض احادیث سے ثابت ہے کہ نکاح کرنا تکمیل ایمان کا بھی باعث ہے۔

اذا تزوّج العبد فقد استکمل نصف الدین۔ فلیتق اللہ فی النصف الباقی۔

جب کوئی شخص نکاح کرتا ہے تو وہ آدھے دین میں کمال حاصل کر لیتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ بقیہ آدھے میں اللہ سے ڈرے۔[۲]

من رزقہ اللہ امراۃً صالحۃً فقد اعانہ علیٰ شطر دینہ۔ فلیتق اللہ فی الشطر الثانی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ نے نیک عورت عطا کی ہو تو اس نے اس کے آدھے دین میں اس کی مدد کی ہے لہٰذا وہ دوسرے آدھے (یعنی بقیہ زندگی) میں اللہ سے ڈرے۔[۳]

اذا تزوّج احدکم عجَّ شیطانہٗ یقول۔ یاویلہ عَصَمَ ابن آدم منّی ثلثی دینہ۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) کہ جب تم میں سے کوئی شخص نکاح کرتا ہے تو شیطان چیخ اٹھتا ہے کہ ہائے خرابی، آدم کے بیٹے نے تو مجھ سے اپنا دو تہائی دین محفوظ کر لیا۔[۴]

خیر فائدۃٍ افادھا المرءُ المسلم بعد اسلامہ امرأۃٌ جمیلۃٌ تسرّہ اذا نظر الیھا۔

ایک مسلمان شخص اپنے اسلام کے بعد سب سے بڑا جو فائدہ حاصل کرتا ہے وہ ایک خوبصورت عورت ہے جب وہ اس کی طرف دیکھے تو وہ

---

[۱] ملاحظہ ہو کتاب "سوشیالوجی۔ ہیومن سوسائٹی" ص ۴۴۵ مطبوعہ امریکہ ۱۹۷۶ء۔ راقم سطور نے اس کتاب کے حوالے سے اس موضوع پر تفصیلی بحث اپنے کتابچے "تعدد ازدواج پر ایک نظر" میں کی ہے۔

[۲] مسند احمد۔ منقول از کنز ۱۶/ ۲۷۱ [۳] مستدرک حاکم ۲/ ۱۶۱ دار المعرفہ بیروت

[۴] کنز العمال ۱۶/ ۲۷۸ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

و تطیعه اذا امرها و تحفظه فی غیبته فی ماله و نفسها	اسے خوش کر دے۔ جب اسے حکم کرے تو وہ بجالائے اور اس کی غیر حاضری میں اپنے شوہر اور اپنے نفس کی حفاظت کرے[1]
من اعطیٰ لله و منع لله و احب لله و البغض لله۔ و انکح لله فقد استکمل الایمان۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے منع کیا، اور جس نے اللہ کی خاطر محبت کی اور اللہ ہی کی خاطر غصہ کیا اور جس نے اللہ ہی کے لئے نکاح کیا تو اس نے ایمان کو کامل کر لیا[2]
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یر للمتحابّین مثل التزوّج۔	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو محبت کرنے والے نکاح کے ذریعہ منسلک ہو کر ہی اچھے لگتے ہیں[3]
مشیك الی المسجد و انصرافك الیٰ اهلك فی الاجر سواءٌ	تمہارا مسجد کی طرف چلنا اور پھر اپنی بیوی (یا اپنے اہل وعیال) کی طرف لوٹنا اجر و ثواب میں برابر ہے[4]
اذا خرج العبد فی حاجة اهله کتب الله تعالیٰ له بکل خطوةٍ درجةً و اذا فرغ من حاجته غفرله۔	جب کوئی شخص اپنی بیوی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے عوض میں ایک درجہ لکھتا ہے اور جب وہ اپنی حاجت پوری کر لیتا ہے تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے[5]
عن طاؤس قال۔ لا یتمّ نُسك الشابّ حتیٰ یتزوّج	طاؤس سے مروی ہے کہ ایک نوجوان شخص کی عبادت اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ بیاہ نہ کر لے[6]

[1] سنن سعید بن منصور، مرتبہ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ۱/۱۲۴ مجلس علمی [2] مستدرک حاکم، کتاب النکاح ۲/۱۶۴

[3] ابن ماجہ ۱/۵۹۳ مستدرک ۲/۱۶۰، سنن سعید بن منصور ۱/۱۲۲ [4] سنن سعید بن منصور منقول از کنز ۱۶/۲۸۲

[5] دیلمی مسند فردوس، منقول از کنز ۱۶/۲۸۲ [6] سنن سعید بن منصور ۱/۱۲۳

عن سعید بن جبیر قال: قال لی ابن عباس هل تزوجت؟ قلتُ لا. قال فتزوّج، فان خیر هٰذه الامة اکثرها نساءً.

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارا بیاہ ہو چکا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم بیاہ (ضرور) کرلو کیونکہ اس امت کے بہترین فرد (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) بہت سی بیویوں والے تھے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مسکینٌ مسکینٌ مسکینٌ رجلٌ لیس له امرأةٌ، و ان کان کثیر المال. مسکینةٌ مسکینةٌ امرأةٌ لیس لها زوجٌ و ان کانت کثیرة المال.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص مفلس ہے مفلس مفلس ہے جس کی بیوی نہیں ہے اگرچہ وہ بڑا مالدار ہے اسی طرح وہ عورت بھی مفلس ہے مفلس ہے مفلس ہے جو بے شوہر ہے۔ اگرچہ وہ بڑی مالدار ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ صـ۲۴ سے --- مسلمانوں پر....

جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

پھر دنیا کی کونسی قوت کونسی عقل تھی جوان کا مقابلہ کرتی وہ خدا کی تقدیر اور قضاء مبرم بن گئے تھے جو ٹل نہیں سکتی تھی۔ وہ خود کیا کر رہے تھے اللہ اور اس کا رسول کر رہا تھا۔

جس وقت اس نادان کمسن بچے (امت) نے اس اتالیق اعظم۔ اس مربی اکبر اس دانا بینا دیدہ کی انگلی چھوڑ دی۔ وہ پیچ دار گلیوں میں، بھیڑ میں پڑ گیا۔ وہ جتنا چلتا ہے اپنے گھر سے دور ہوتا جاتا ہے، چلاتا ہے اور روتا ہے مگر کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑتا وہ بھوکا ہے اور پیاسا ہے مگر کسی کو اس پر ترس نہیں آتا۔

وہ اتالیق اب بھی ان تمام لوگوں سے اس بچے سے زیادہ قریب ہے لہذا زیادہ شفیق ہے جن کی صورت یہ تکتا ہے مگر وہ منہ پھیر لیتے ہیں جن کا ہاتھ پکڑنا چاہتا ہے مگر وہ چھڑا لیتے ہیں لیکن وہ بچہ اس کی طرف کسی طرح متوجہ نہیں ہوتا۔

معلوم ہوا کہ ہم میں اور ان میں جو فرق ہے وہ اتباع کا ہے وہ نسخہ کیمیا (قرآن) اب بھی موجود ہے، استعمال کرنے کی دیر ہے نسخہ استعمال کرنے والا اور نسخہ پڑھنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

قرآن مجید پڑھو یا پڑھوا کر سنو۔ فرائض و احکام کی فہرست دیکھو۔ جو کمی ہو پوری کرو۔ اپنی اپنی اصلاح کرو کہ قوم کی اصلاح اسی طرح ہوگی ۞

UF
UNIFOAM
ہر گھر
ہر دفتر
کی زینت
یونی فوم
جہاں آرام کا نام آیا - آپ نے یونی فوم کو پایا

جناب بدر الحفیظ ندوی ازہری

کردستان اور کرد مسلمان

ایک تعارف

چنگیز، ہلاکو اور ہٹلر نے سفاکی اور بربریت کے جو بھی ریکارڈ قائم کئے وہ دوسری قوموں سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنی قوم اور ہم مذہب لوگوں پر انہوں نے ظلم نہیں ڈھائے۔ لیکن ہندو پاک کے جذباتی مسلمانوں کے قائد و محبوب راہنما اور شیر اسلام و مجاہد اعظم صدام حسین کی نادر صفت اور ان کا سب سے بڑا کمال و کارنامہ یہ ہے کہ وہ اپنی قوم پر شیر اور یہودیوں کے لئے گیدڑ ثابت ہوئے اپنے ہزاروں سیاسی مخالفین کو اس مجاہد نے ٹھکانے لگایا۔ پھر غیرت مند کرد مسلمانوں کی بڑی تعداد کو کیمیائی گیس کے ذریعہ ہلاک کیا۔ نوے ہزار ہم وطنوں کو جیل میں ڈال دیا اور ۲۶ لاکھ سے زائد کو عراق سے جلا وطنی پر مجبور کر دیا۔ اس سے بھی جذبہ جہاد کو تسکین نہیں ملی تو اپنے محسن اور ہم مذہب کویتیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ غایت درجہ اخلاص کی بنیاد پر ان کا مال اپنا مال سمجھ کر عراق لے گئے۔ حاتم طائی کی یاد تازہ کرنے کے لئے ایک من سونا سوڈان کو اور ایک کروڑ ڈالر یمن اور دو کروڑ ڈالر شاہ حسین کو جیب خاص سے مرحمت فرمائے گئے۔ اس شاندار داد و دہش کے بعد شیر دل مجاہد نے اتحادی طاقتوں کو نعرۂ حق سے للکارا۔ اس بار بغداد کے اس شیر نے دوسروں کے ہاتھوں اپنی قوم کو ذبح کرانے کی بھرپور کوشش کی۔ اور جب دیکھا کہ غیرت کا تقاضا شرمندۂ تکمیل ہے تو فرط تعلق سے پھر اپنے ہم وطنوں کو شہادت کے خلعت سے سرفراز کرنے کا مبارک کام کرنے لگے۔ آج کل صدام حسین پھر وطن دوستی کا حق ادا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں، یہ بھی ایک جہاد ہے جس میں شرکت کے لئے ہندو پاک کے مجاہدین کو جانا چاہئے چونکہ سلطان صلاح الدین ایوبی کی قوم کرد مسلمانوں سے صدام کا خصوصی تعلق رہا ہے جس کی دلیل پہلے مل چکی تھی اب دوبارہ اس محبت و عشق کی علامتیں ظاہر ہو رہی ہیں اس لئے ہم اپنے قارئین کی خدمت میں کچھ بنیادی معلومات کردستان اور کرد مسلمانوں کے متعلق پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

(ادارہ)

- کل رقبہ چار لاکھ آٹھ ہزار کلومیٹر۔
- کردستان کی سرحدیں عراق، ترکی، ایران اور شام سے ملتی ہیں۔ باقی سرحد سوویت روس سے ملتی ہے ان تمام علاقوں میں چالیس ملین کُرد پھیلے ہوئے ہیں۔
- اقتصادی، فوجی اور جغرافیائی لحاظ سے اس علاقہ کی غیر معمولی اہمیت ہے۔
- شمال مشرق میں بحیرۂ روم سے ملاطیہ تک جنوب مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔ جنوب اور جنوب مشرقی حصہ زرعی اعتبار سے زرخیز دریائے دجلہ و فرات کے دہانے میں واقع ہیں بڑی مقدار میں سیال سونا (پٹرول) اور دیگر معدنی ذخائر موجود ہیں۔

تاریخی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی (جو خود بھی اصلاً کرد نسل سے تعلق رکھتے تھے) کے دور کو کردوں کا عہدِ زریں کہا جاتا ہے جس میں شمال میں قوقاز کی پہاڑیوں سے لے کر جنوب میں یمن تک اور مشرق میں دجلہ سے لے کر مغرب میں طرابلس تک کردوں کی حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ جب چنگیز خاں نے عالم اسلام پر غارت گری کی تو کرد بھی ان کے محکوم بن گئے۔

۱۶۳۹ء میں ایران کی صفوی اور ترکی کی عثمانی حکومت کے درمیان معاہدہ "ارض روم" کے نام سے ایک معاہدہ پر دونوں سلطنتوں نے دستخط کئے۔ اس میں کردستان کو دونوں نے باہم تقسیم کر لیا تھا یہ حالت پہلی جنگ عظیم تک رہی اس نے استعماری طاقتوں نے اسلامی اور عرب دنیا کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا تو کردستان کا علاقہ پھر دوبارہ تقسیم ہوا۔ اس کے لئے استعماری طاقتوں کو کردوں کی غیر معمولی اہمیت کا پورا اندازہ تھا۔ ان کے ذہنوں میں صلیبی جنگوں کی شکست کی دردناک یادتازہ تھی اس لئے یہ ناممکن تھا کہ کردوں کو دوبارہ طاقتور اور متحدہ ہونے کا موقع دیا جاتا۔ چنانچہ کردوں کو الگ الگ حصوں میں تقسیم کا منصوبہ بنانے کے بعد صرف چار سال بعد ہی اعلان بالفور سامنے آگیا جس کے نتیجے میں فلسطین کے قلب میں یہودی خنجر اتار دیا گیا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد آہستہ آہستہ مسلم ممالک آزاد ہوتے رہے لیکن کردوں کو اب استعماری طاقتوں نے ایسا تقسیم کر دیا کہ ایران و عراق اور روس کے درمیان ان کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔ چونکہ شمالی عراق میں کردوں کی بڑی تعداد آباد تھی۔ اس لئے زیادہ تر کرد عراقی حصہ میں رہ گئے۔ عراق آبادی کا ایک تہائی حصہ کردوں پر مشتمل ہے۔

اس طرح کُرد ماہ و سال کی گردشوں سے گذرتے اور مصائب و آلام کی بھٹی میں جھونکے جاتے رہے اگرچہ یہ قوم چار لاکھ کیلومیٹر سے زیادہ رقبہ پر پھیلی ہوئی ہے لیکن پانچ ملکوں کی سرحدوں پر اس کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ سمندر میں جس طرح تنکوں کو موجیں ادھر ادھر لے جاتی ہیں اسی طرح ان تمام ملکوں خصوصاً ایران و عراق سے کردوں کو بجز مصائب و آلام کے کچھ نہ ملا۔ یہاں تک کہ ۱۹۷۵ء میں معاہدۂ الجزائر عمل میں آیا جس پر ایران و عراق نے دستخط کئے تھے۔

اس معاہدے کی بنیادی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں کردوں کو غیر مسلح اور ایران و عراق کے حدود تک محدود کر دینے کی بات کہی گئی تھی۔ کردوں کے علاقہ کا ایک حصہ ایران اور دوسرا حصہ عراق کے تابع کر دیا گیا۔ نیز اس بات پہ اتفاق رائے ہوگیا کہ عراق و ایران دونوں ہی کردوں کی جدوجہد آزادی کی کسی بھی تحریک اور سرگرمی کی اجازت نہیں دیں گے لیکن کردوں کی زندگی میں عراق و ایران جنگ اور خود کرد نوجوانوں میں اسلامی عقیدہ کی بنیاد پہ تمام کردوں کو متحد کرنے کی زبردست تحریک چلائی۔

دوسری طرف عراقی البعث پارٹی کی ان تمام ملحدانہ جدوجہد اور غیر اسلامی قوانین کو یکسر مسترد کر دیا۔ جو صدام نے جاری کئے تھے یہاں تک کہ البعث پارٹی کو کرد علاقوں میں اپنے دفاتر کے لیے جگہ نہیں ملی۔ صدام نے کردوں کو راضی کرنے اور بڑے سرکاری مناصب اور عہدوں کی ترغیب بھی دی کہ کردستان کا بڑا حصہ زرخیز اور سیال سونے کی دولت سے مالامال ہے اس کے علاوہ ایران کے ساتھ جنگ میں بھی کردوں کو ملوث کرنے کی کوشش کی جسے کرد نوجوانوں نے مسترد کر دیا۔ اس بنا پر عراقی حکومت غضب ناک ہوگئی۔ منصوبے کے مطابق پورے کردستان کی زبردست چھان بین کے بعد دیندار نوجوانوں اور علماء کو گرفتار کرکے جیلوں میں ڈال دیا اس کارروائی سے بھی کام نہیں چلا تو کیمیائی اسلحہ کا تجربہ کردوں پر کیا گیا اور ایک دن میں ۰ ہزار سے زیادہ کرد موت کی آغوش میں پہنچا دیئے گئے۔ ۱۹۸۸ء میں عین رمضان المبارک کے ایام میں عراقی میراج طیاروں نے بارہ گھنٹوں کی مسلسل بمباری سے حلبجہ کے تمام علاقوں پر کیمیائی گیس کی زبردست بارش کی۔ اس سانحہ کی وجہ سے مقتول مفلوج کے علاوہ دو لاکھ ستر ہزار کرد ترکی کی سرحد عبور کرنے پر مجبور ہو گئے۔

کرد نمائندوں کا کہنا ہے کہ ہم عراق سے الگ کوئی علاقہ یا خود مختاری نہیں طلب کرتے۔ ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ اسلامی قوانین کی تنفیذ کی جائے اور تمام عراقی مسلمانوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت ہو۔

واضح رہے کہ عراق کے تعلیمی اداروں میں جو نصاب تعلیم رائج ہے اس میں ابتدائی مرحلہ سے لے کر آخری مرحلہ تک تمام کتابوں میں اشتراکیت، قومیت اور الحاد کی تعلیم ہے۔ دینی تعلیم یا اخلاقی تعلیم کا سرے سے کوئی ذکر تک نہیں۔

کردوں کی زبان کردی ہے۔ عربی کی طرح اس کے بھی الفاظ، رسم الخط اور قواعد ہیں۔ اس زبان میں ادب، شاعری اور فقہ کا اچھا خاصا ذخیرہ ہے۔ عربی، فارسی، ترکی اور اردو سے مل کر یہ زبان بنی ہے۔ فارسی، عربی اور ترکی سے یہ زبان زیادہ قریب ہے۔ تینوں زبانوں کے الفاظ کی بھی کثرت ہے البتہ عربی زبان کے الفاظ کا تناسب زیادہ ہے۔

اسلام کے سایہ میں جلیل القدر صحابی ریاض بن ہند کے ہاتھوں کرد اسلام سے مشرف ہوئے اور بغیر کسی جنگ و جدل کے پوری قوم اسلام کے سایہ تلے آ گئی۔ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مبارک عہد تھا۔ ابن عمر کے نام سے ترکی، شام اور عراق کے مثلث سرحد پر ایک جزیرہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عمر بن خطاب

جب اس جزیرہ میں وارد ہوئے تو پورا جزیرہ ان کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا۔

کرد چونکہ عراق میں شمال میں بالکل اندرونی علاقے میں رہتے تھے اس لئے عام طور پر داعی اور مبلغین اور علماء اور فقہا وہاں پہنچ پاتے تھے لیکن اس کے باوجود کردوں میں جینیس اور عبقری شخصیتیں پیدا ہوئیں اور ان کو خاصی شہرت حاصل ہوئی ان میں تاریخ وسیرت کے موضوع پر انسائیکلو پیڈیا بنیادکرنے والے ابن الاثیر اور ابن خلکان ادب میں مقامات کے موجد حریری، اصول حدیث کی مشہور کتاب کے مصنف ابن الصلاح اور صلیبیوں کو تاراج کرنے والے بیت المقدس کو بازیاب اسلامی دنیا کو سرخرو اور اسلامی دنیا کے زبردست ہیرو اور اولوالعزم فاتح صلاح الدین ایوبی جیسی عالمی شہرت کی حامل شخصیتیں ہیں ان کے علاوہ عہد جدید کے داعیوں میں شیخ **محمد عبدہ** عرب کے مشہور شاعر امیر الشعراء احمد شوقی محتاج تعارف نہیں۔

__کردوں کے ساتھ موجودہ حکومت کا رویہ__ صدام اور ان کے پیش رو استاذ احمد حسن البکر نے کردوں کے ساتھ نسلی بنیاد پر سوتیلے پن کا سلوک کیا۔ کردوں نے اس کی زبردست مخالفت کی جس سے مجبور ہو کر حکومت عراق نے ۱۱ مارچ ۱۹۷۰ء میں خود مختاری کے سلسلہ میں کردوں کے سامنے ایک سمجھوتہ رکھا جو سراسر دھوکہ تھا۔ چنانچہ کردوں نے مسلح جدوجہد شروع کر دی اس کے نتیجہ میں شمالی عراق کے ایک بڑے حصے پر کرد قابض ومتصرف ہو گئے۔ اس کی وجہ سے صدام حسین شاہ ایران سے کردوں کے خلاف مدد لینے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ شط العرب کو ایران کے ہاتھوں فروخت کر کے کردوں کو عراق ایران نے اپنے حصار میں کر لیا جس نے ان کی زندگی کو اور بھی دوبھر کر دیا۔

۱۹۸۰ء میں صدام نے ایران کے ساتھ شط العرب کے بارے میں کئے گئے معاہدے کے پرزے پرزے کر دئے اور بیعنانہ کو یک طرفہ طور پر ختم کر کے بزور طاقت شط العرب واپس لینے کے لئے جنگ کا آغاز کر دیا جس نے آٹھ سال تک دونوں کو خوب تباہی وبربادی سے دوچار کیا لاکھوں انسانوں کو کٹوانے کے بعد صدام نے از خود شط العرب ایران کو اسی طرح واپس کر دیا جیسے زبردست خون خرابے اور تباہی وبربادی کے بعد کویت پر سے اپنا قبضہ واپس لے لیا لیکن بعد از خرابئ بسیار۔

عراقی ذرائع ابلاغ نے ۱۹۶۸ء سے کردوں کے بارے میں ایسا پروپیگنڈہ کیا اور عراقی حکمرانوں کے متعلق عرب اور عالمی رائے عامہ کو ایسا گمراہ کیا کہ گویا کرد مسلمانوں کے دشمن اور عراقی حکمران مسلمانوں اور عربوں کے خیر خواہ اور نجات دہندہ ہیں۔ اور وہ عربوں کے مشرقی دروازہ کے چوکیدار ومحافظ ہیں۔ لیکن کویت پر صدام کی یورش سے بلّی تھیلے سے باہر آگئی اور ظالم کے قامت کی درازی کا بھرم کھل گیا۔

آج کل صدام کی ذاتی فوج کردوں سے جن مشہور شہروں میں مقابلہ کر رہی ہے یعنی موصل۔ کرکوک۔ السلیمانیہ۔ اربیل اور دھوک نامی شہر یہی علاقے اگست ۱۹۸۵ء اور اپریل ۱۹۸۷ء میں بھی عراقی فوجوں کی یورش کا نشانہ بنے تھے۔

حقوق انسانی کی بین الاقوامی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کردوں سے متعلق اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ عراقی فوجی آپریشن کی وجہ سے تقریباً چھ ہزار شہری ایک ہی حملے میں مارے گئے۔ پورے پورے خاندان کا صفایا کر دیا گیا۔ شیر خوار بچوں کو بھی پھانسی اور قتل کے ذریعہ ختم کیا گیا۔ سلیمانیہ شہر کے ۴۰۰ عورتوں اور بچوں کو ۲ اپریل ۱۹۸۷ء کو پھانسی دی گئی۔ شیخ رسانان نامی بستی کے تین سو ساٹھ شہریوں کو گرفتار کر کے زندہ دفن کر دیا گیا۔ اگست ۱۹۸۵ء اور اپریل ۱۹۸۷ء میں دھوک، موصل اور اربیل کا سانحہ پیش آیا۔ اس معرکہ میں عراقی مجاہد نے سلطان صلاح الدین کی قوم کردوں کے خلاف ٹینک اور توپ استعمال کیئے۔ اس سے کام نہیں چلا تو میراج طیاروں نے نیپام بم برسائے اس طرح سینکڑوں بستیاں کیمیائی گیس سے جل بھن کر راکھ ہوگئیں۔ دھوک و موصل اور اربیل کے آٹھ ہزار باشندے مارے گئے۔ تین سو پچاس بچوں کو جن کی عمریں ۵ سے دس سال تھیں) گرفتار کر کے گولی مار دی گئی۔

ابو غریب کی جیل سے رہائی پانے والے ایک قیدی نے (اپریل ۱۹۸۸ء) بتایا کہ قیدی خواتین کو گھنٹوں الٹا لٹکایا جاتا۔ وحشی جانوروں کی طرح آبروریزی کی جاتی۔ ان کے سامنے ہی ان کے شیر خوار اور کم سن بچوں کو مارا اور بھوکا رکھا جاتا۔ اور یہ معصوم بچے رو رو کر بھوک سے مر جاتے۔ اور مائیں یہ دیکھ کر دماغی توازن کھو بیٹھتیں۔

جب عراقی حکومت نے ۱۹۸۷ء میں کردوں کی عام معافی کا اعلان کیا تو ایک ہزار نو سو کرد واپس اپنے ملک آئے جب یہ لوگ ایرپورٹ پہنچے تو انہیں گرفتار کر لیا گیا اور کچھ دنوں بعد ان سب کا کام تمام کر دیا گیا۔

کردوں کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ ہم تمام کرد اپنے دین وایمان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور کسی قیمت پر بھی بعثی نظام کو قبول نہیں کر سکتے۔ اس لئے کردستان میں ہم کو آزادی کے ساتھ اپنے دین و مذہب پر عمل پیرا ہونے کی اجازت دے دی جائے۔

صدامی ذرائع ابلاغ نے کردوں کے متعلق یہ پروپیگنڈہ کر رکھا ہے کہ کرد عام طور پر بڑے قسی القلب، جابر و ظالم شدت پسند اور سرکش ہوتے ہیں۔ حالاں کہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ کرد ایک صلح جو قسم کی قوم ہے دین کے ساتھ ان کا لگاؤ بڑا گہرا اور مخلصانہ ہے۔ وعدے کے ایفا میں کرد ضرب المثل ہیں۔ جہاں تک ان کی طبیعت کی سختی اور مزاج کی درشتی کا تعلق ہے تو یہ ان کے صحراء میں بسنے، موسم کی سختی جھیلنے اور چاروں طرف سے (ترکی، شام، عراق، ایران اور روس) ان پر ظلم و زیادتی کا نتیجہ ہے۔ کرد نوجوان تعلیم اور زندگی کے بنیادی تقاضوں سے محروم ہیں۔

کردوں کی خود مختاری کے لئے پانچ سیاسی جماعتیں کام کر رہی ہیں مشہور کرد قائد ملا مصطفیٰ برزانی کے صاحبزادہ ان تمام سیاسی جماعتوں کے سربراہ ہیں۔ ان کے پاس ایک مسلح فوج بھی ہے جس کی قیادت شیخ عثمان عبدالعزیز کے ہاتھ میں ہے ان کے پاس آٹھ ہزار فوجی ہیں۔ عراق کے اندر جو لوگ صدام کے مخالف ہیں۔ کردوں نے ان کے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے۔

پی۔این۔ایس۔سی برّاعظموں کو ملاتی ہے۔ عالمی منڈیوں کو آپ کے قریب لے آتی ہے۔ آپ کے مال کی بروقت، محفوظ اور باکفایت ترسیل برآمدکنندگان اور درآمدکنندگان، دونوں کے لئے نئے مواقع فراہم کرتی ہے۔

پی۔این۔ایس۔سی قومی پرچم بردار۔ پیشہ ورانہ مہارت کا حامل جہاز راں ادارہ، ساتوں سمندروں میں رواں دواں

قومی پرچم بردار جہاز راں ادارے کے ذریعہ مال کی ترسیل کیجئے

پاکستان نیشنل
شپنگ کارپوریشن
قومی پرچم بردار جہاز راں ادارہ

PNSC 2 88 PID - Islamabad

حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ

حضرت مولانا سیّد حُسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

سیرت و کردار کا ایک دلچسپ پہلو

جس ظالم عیسائی حکومت نے حنفی مسلمان بادشاہ سے نہ صرف تخت طاؤس چھین کر لال قلعہ دہلی پر یونین جیک لہرایا تھا بلکہ اُس کے سامنے شہزادوں کے مبارک سر جُدا کر کے اسے اندھا کر کے رنگون بھیجدیا تھا جہاں آج بھی وہ محوِ خواب نہیں بلکہ تڑپتی ہوئی رُوح کے ساتھ بے چین ہے، اُسی ظالم حکومت کو جن مجاہدین نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس برِّصغیر سے نکالا یہ مجاہدین سر کا خطاب لینے والے نہ تھے بلکہ سر بکف ہو کر اہل وعیال، وطن و دیس سے محض اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر میدانِ عمل میں کُود پڑے تھے اُن کی داستانیں تو شاید غلامانہ ذہنیت اور مُتعصّب دانشور تحریر نہ کر سکے مگر مالٹا کی ریت کے ذرّے، خالق دینا ہال کراچی کے در و دیوار، قلعہ احمد نگر کا ایک پرانا درخت، مراد آباد کی جیل، میانوالی کا قیدخانہ اور ماسکو، ترکی، ارضِ حرم کے در و دیوار آج بھی وہ سلامی کہانی روزانہ دہراتے ہیں۔ کاش! گوشِ دل رکھنے والا سننے کی طرف متوجہ ہو، گوشِ گل والے کو تو اپنی خبر نہیں وہ کیا جانے! گوشِ گُل والوں کا تو یہ حال ہے ۔

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

ان ہی سر بکف مجاہدین کے سالارِ اعظم، سیدِ عالی نسب، مجاورِ حرمِ اطہر، جاروب کش روضۃٌ من ریاض الجنۃ، مسند آرائے حدیث جدِ امجد صلی اللہ علیہ وسلم، صدر الصدور علماءِ برِّصغیر جسے حسین احمد کہا جاتا ہے کا نام نامی سرِ فہرست ہے۔ یہ گنہگار کفش بوسِ حضرت مدنیؒ آجکل ایک کتاب بہ نام چراغِ محمد لکھ رہا ہے جو حضرت مدنیؒ کا تاریخی نام ہے۔ اس میں حضرت مدنیؒ کے مختلف اطوارِ حیات اور ادوارِ زندگی کو مدلّل طریقہ پر تحریر کرنے کی سعی کی جا رہی ہے۔ اسی کتاب کے ایک باب کا خلاصہ ماہنامہ الحق میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ چونکہ ماہنامہ الحق نے ارادت، عقیدت، حقیقت پر مبنی محبّت کا حق ادا کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، اس لیے یہ چند سطور ہدیۂ ناظرین ہیں۔

خاکروبِ آستانۂ مدنی : زاہد الحسینی از بسترِ علالت

حضرت مدنیؒ اسارتِ مالٹا میں | اس اسارت کا پس منظر انڈیا آفس لائبریری لندن کے محفوظ ریکارڈ سے نقل کیا جاتا ہے :۔

——— "۱۲۷ محمود الحسن مولانا جسے حضرت مولانا بھی کہا جاتا ہے، ریشمی خطوط کے مکتوب الیہ، مدرسہ اسلامیہ دیوبند کے صدر مدرس تقدس اور پارسائی کے لیے مشہور، ان کے مریدین میں سرکردہ مسلمان ہندوستان بھر میں ہیں عبیداللہ (سندھی) کے اثر میں آنے سے ان کے خیالات تبدیل ہو گئے، دیوبند میں ان کا مکان اتحادِ اسلامی کی سازشوں کا گڑھ تھا۔ اسی شخص نے سیف الرحمٰن، فضل الٰہی، فضل محمود وغیرہ کو سرحد پار قبائلیوں کو جہاد پر بھڑکانے کے واسطے بھیجا۔ ایس ایس اکبر جہاز کے ذریعہ خود بھی تیرہ ۱۳ منحرف افراد کے ساتھ ۱۸ ستمبر ۱۹۱۶ء کو ہجرت کر کے عرب روانہ ہو گیا۔ عرب میں اپنے قیام کے دوران انہوں نے پے در پے اس بات کی کوشش کی کہ ہندوستان میں جہاد کے مقصد کے لیے حکومتِ ترکی کی ہمدردیاں حاصل کریں۔ انور پاشا، جمال پاشا، غالب پاشا سے ملاقاتیں کیں اور فرمان حاصل کیے، جن میں ایک فرمان محمد میاں عرف مولوی منصور کے ذریعہ ہندوستان اور آزاد علاقہ کے سازشیوں کو دکھلائے جانے کے بعد کابل پہنچا دیا گیا۔ ہندوستان میں اسلامی اتحاد کی سازش میں مولانا کی راہنمایانہ قائدانہ شخصیت بڑی سرکردہ ہے، جنود ربانیہ کی فہرست میں وہ جنرل ہیں، ۲۰ ستمبر ۱۹۱۶ء کو شریف مکہ کے احکام سے ان کو گرفتار کر لیا گیا اور جدہ بھیجدیا گیا، جہاں سے انہیں ۱۲ جنوری ۱۹۱۷ء کو مصر روانہ کر دیا گیا" ——— (صفحہ ۲۴۲)

آپ کے ساتھ آپ کے ترجمانِ خصوصی حضرت مدنیؒ اور جان نثار خادم مولانا عزیر گل، عبدالوحید صاحب اور حکیم نصرت حسین مرحومین کو بھی گرفتار کر کے مالٹا میں اسیر کر دیا گیا، جس کی پوری رُوداد "اسیر مالٹا" نامی کتاب میں مندرج ہے، یہاں صرف ایک منظر پیش کیا جاتا ہے :۔

——— "شیخ الہند محمود حسن اور اُن کے ساتھی اپنے آپ کو حکومت کے حوالے کر دیتے ہیں اور حکومت مذکورہ انہیں برطانوی پولیس کے حوالے کر دیتی ہے لیکن حکومتِ برطانیہ اپنی کسی سیاسی مصلحت کے پیشِ نظر انہیں ہندوستان واپس کرنے کی بجائے مصر بھیجدیتی ہے، مولانا حسین احمد مدنی بھی ساتھ ہیں، پانچ افراد کا یہ مختصر سا قافلہ (جس سے حکومتِ برطانیہ لرز رہی تھی) بذریعہ بحری جہاز مصر پہنچتا ہے اور جیل میں منتقل ہونے سے پہلے تحقیق و تفتیش کی غرض سے چند انگریز افسروں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے :۔

انگریز افسر :۔ آپ کو حکومتِ حجاز نے گرفتار کیوں کیا ؟

شیخ الہند :۔ مَیں نے ایک محضر نامہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا جو حکومتِ برطانیہ کی خوشنودی کیلئے تیار کیا گیا تھا۔ ویسے بھی یہ محضر نامہ شریعت کے خلاف تھا۔

انگریز افسر :۔ ریشمی خط کے بارہ میں آپ کچھ جانتے ہیں ؟

شیخ الہند:۔ مجھے اس کا کچھ علم نہیں (کہ اب وہ کہاں ہے)
انگریز افسر:۔ اس میں لکھا ہے کہ آپ برطانیہ کے خلاف ایک سازش میں شریک ہیں؟
شیخ الہند:۔ ممکن ہے ایسا ہی لکھا ہو لیکن ذمہ داری لکھنے والے پر ہے۔
انگریز افسر:۔ آپ نے انور پاشا اور جمال پاشا سے ملاقات کی؟
شیخ الہند:۔ بیشک میں اُن سے ملا، ایک دن دونوں حضرات مدینہ منورہ تشریف لائے، ان کے اعزاز میں علماء کا ایک اجتماع ہوا اور مولانا حسین احمد مدنی بھی اس اجتماع میں شریک ہوئے۔
انگریز افسر:۔ آپ نے اس اجتماع میں کوئی تقریر کی؟
شیخ الہند:۔ میں نے تو نہیں کی ہاں مولانا حسین احمد نے کی تھی۔
انگریز افسر:۔ میں نے سُنا ہے آپ ترکی، افغانستان اور ایران میں کوئی دوستانہ معاہدہ کروانا چاہتے ہیں اور پھر ان تینوں طاقتوں سے ہندوستان پر حملہ کروا کے انگریزی حکومت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ شریف حسین کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟
شیخ الہند:۔ میں اُسے ایک باغی خیال کرتا ہوں" ——— ("نئی دنیا" شیخ الاسلام نمبر)

اس کارروائی کے بعد حضرت شیخ الہندؒ اور اُن کے رُفقاء کو مالٹا میں قید کر دیا گیا اور جنگ کے خاتمہ تک وہیں رکھا، آپ کا جرم صرف یہی تھا کہ وہ مسلمانوں کو متحد کرتے اور ہندوستان کو عیسائی حکومت سے نجات دلانے کے لیے کوشش کر رہے تھے۔ اُن کے عقیدہ میں جب خلیفۃ المسیح کا وجود عیسائیت کے اتحاد کے لیے ضروری اور مقدس ہے تو خلیفۃ المسلمین اس سے بھی زیادہ ضروری ہے، مگر اسے اسلام دشمن برداشت نہ کر سکے اور اب بھی اُن کا یہی طرزِ عمل ہے۔ آج سے چند سال پہلے جب میثاقِ استنبول معرضِ وجود میں آیا تو یہود و نصاریٰ اس کو برداشت نہ کر سکے۔ روما کا پوپ خلیفۃ المسیح پہلی بار یہودیوں کے ہاں آیا اور پھر بھارت کے وزیرِ اعظم پنڈت جواہر لال نہرو سے ملاقات کے لیے بمبئی آیا۔ چند ہی دنوں کے بعد ایسی تحریک چلی کہ ایک مجاہد کو پاکستان کی صدارت سے الگ کر دیا گیا اور مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔ اس مجاہدِ جلیل کی محنت تو عالمِ اسلامی کو متحد کرنے کی تھی مگر دین کے مخالفوں نے اپنے ہی گھر کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ کاش! اب بھی مسلمان یہود و نصاریٰ، ہنود اور دوسرے دشمنانِ دین کی ریشہ دوانیوں کو سمجھ جائیں۔ (اللھم انا نجعلك من نحورھم ونعوذ بك من شرورھم)

اسارتِ مالٹا میں حضرتِ مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے کس قدر صبر آزما زندگی گذاری! اس کی طویل داستان کا ایک حصہ یہ ہے کہ:۔

——— "آپ کے خاندان کے چھ افراد دارِ فانی سے رحلت فرما گئے، جیسا کہ آپ نے مولانا حافظ زاہد حسن

کے نام اپنے مکتوبِ گرامی میں لکھا ہے: ــــــ احقر کے جدا ہونے کے بعد تقدیرِ الٰہیہ نے وہ افتادیں ڈالیں کہ جن کا بیان کرنا مشکل ہے، اس میں چھ آدمی ہمارے خاندان کے راہی ملکِ عدم ہوئے۔ والد صاحب، والدۂ صاحبہ، والدۂ اخلاق (حضرتؒ کی زوجۂ محترمہ) زوجہ بھائی سید احمد صاحب و دختر بھائی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ ہر دو بھائی صاحبان مع والد محترم مرحوم کے اڈریا پل میں نظر بند تھے، فقط تمام خاندان میں محمود احمد کی اہلیہ اور خادم زادی مدینہ منورہ میں زندہ بچکر بہ ہزار مصیبت گذشتہ اواخر ماہ جمادی الثانی میں اڈریانوپل پہنچ گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون"۔ ــــــ (از مالٹا سینٹ کلیمنٹ براکس اسیر البحر حسین احمد ۲۲۱۷)

مگر ایک عظیم مقصد کے لیے نہایت تحمل اور بردباری سے اسوۂ شبیری پر عمل کرتے ہوئے اپنے مشن کو جاری رکھا۔ اسارتِ مالٹا کے زمانے میں حضرت مدنیؒ کے مشاغل حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے آرام کی ہر ممکنہ سعی کرنا، ترجمۃ القرآن المجید میں حضرتؒ کے ساتھ مذاکرہ (یہ بے نظیر ترجمہ اور پہلے چند پاروں کے حواشی لکھتے وقت حضرت شیخ الہندؒ کے پاس تفاسیر میں سے صرف تفسیر جلالین کا ایک بوسیدہ نسخہ تھا اس لیے اس اہم کام میں حضرت مدنیؒ اور مولانا عزیر گلؒ کے ساتھ باقاعدہ مذاکرہ ہوا کرتا تھا) اپنے روحانی اسباق کی تکمیل۔ یہی وہ ترجمہ قرآن مجید ہے جو حضرت شیخ الہندؒ نے اسارتِ مالٹا سے رہائی کے بعد قوم کو ہدیۂ بے نظیر دیا جس پر حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد رشید مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے تفسیری فوائد کا کافی حصہ مرتب فرمایا اور پہلی بار مدینہ اخبار بجنور کے مالک مولوی مجید حسنؒ نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔

مالٹا سے رہائی کے بعد حضرت شیخ الہندؒ کا وصال ہوگیا اور ان کے بعد قوم و ملت نے آپ کو جانشین شیخ الہندؒ کا خطاب دیا جس کے آپ صحیح مستحق تھے، آپ نے حضرت شیخ الہندؒ کے مشن کو جاری رکھا۔

ہندوستانی جیلوں میں چونکہ آپ اس امر سے بخوبی واقف تھے کہ عیسائی حکومت کا یہ متکبرانہ نعرہ کہ اس کی حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا، اس سورج کی تابانی صرف اور صرف ہندوستانی سپاہیوں کے خون سے ہے جن میں غالب اکثریت اُن مسلمانوں کی ہے جن کا تعلق صوبہ سرحد، پنجاب، بلوچستان سے زیادہ ہے جہاں سے انگریز کے نمائندے ۱۲، ۱۸، ۲۰ روپیہ میں ایک نوجوان مسلمان کو خرید کر انگریزوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور اس خدمت کے صلہ میں خود نوخان صاحب، خان بہادر، سر کا خطاب، جاگیروں کے ساتھ حاصل کر لیتے ہیں مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے خوبصورت نوجوان عیسائیت کے فروغ کے لیے اپنی جانوں کو قربان کر کے لاکھوں عورتوں کو بیوہ، لاکھوں بچوں کو یتیم اور لاکھوں ماؤں کے سینوں کو داغدار بنا دیتے ہیں۔ کوئی بن غازی میں پیوندِ خاک ہو جاتا ہے، کسی کی کھوپڑی کے ساتھ جرمنی اور پولینڈ کے بچے کھیلتے ہیں اور کسی کی ہڈیاں کھاد بن کر انڈونیشیا، فجی، سنگاپور کے کھیتوں اور باغوں کو شادابی کے لیے ڈال دی جاتی ہے، ادھر بیوہ کو چند ٹکے پنشن اس

شرط پر دی جاتی ہے کہ وہ دوسری شادی نہ کرے۔ چنانچہ اس امر کا اعتراف انگریزوں کے آخری کمانڈر انچیف مسٹر مارشل آکنلک نے کرتے ہوئے کہا ہے کہ :۔

—— "ان ہندوستانی اور پاکستانی سپاہیوں کی مدد کے بغیر نہ تو اطالیوں کو اریٹریا سے نکالا جا سکتا تھا اور نہ جنرل رومیل کو مصر پر قبضہ کرنے سے باز رکھا جا سکتا تھا اور نہ ہی برما کو جاپانیوں سے دوبارہ حاصل کیا جا سکتا تھا، یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ کرایہ کے فوجی تھے جو اپنی تنخواہ کے لیے لڑتے تھے لیکن اس سے یہ حقیقت نہیں بدل سکتی کہ انہوں نے برطانیہ کی خاطر جنگ کی اور اپنی جانیں دیں۔ میرا یہ مقصد نہیں کہ میں اپنے ہم وطنوں (انگریزوں) کی مذمت کروں بلکہ در اصل ایک واجب الادا قرض کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں جس کے ہم زیر بار ہیں لیکن جس کا ہم بہت کم اعتراف کرتے ہیں"۔ —— (روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۶ اپریل بحوالہ لندن ٹائمز)

اس لیے حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے اس سے پہلے ہی انگریز کی فوج میں بھرتی ہونے کو حرام قرار دینے کا فتویٰ دیا جس کی پاداش میں آپ پر مقدمہ چلایا گیا جو "مقدمہ کراچی" کے نام سے مشہور ہے اور جس کی سماعت کراچی کے خالق دینا ہال میں ہوئی تھی، یہ مقدمہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۱ء کو شروع ہوا، حضرت مدنی قدس سرہ العزیز پر دعویٰ کرتے ہوئے وکیل سرکار مسٹر انفسٹن نے کہا :۔

—— "ملزم نے ایسے ریزولیشن کی اشاعت میں حصہ لیا ہے جس سے ملک معظم کی فوج میں بغاوت پھیلنے کا اندیشہ ہے" ——

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :۔

—— "میں ایک عالم دین ہوں، احکام خداوندی کا ماننا مجھ پر غیر عالم کے مقابلہ میں زیادہ ضروری ہے، میرا فرض منصبی ہے کہ میں خداوندی احکام دوسروں تک پہنچاؤں۔ یہ امر کہ میرا پیش کردہ ریزولیشن کانفرنس میں پاس ہوا تھا کوئی نئی بات نہیں ہے، اس کا پاس کرنا اسی طرح ضروری تھا جس طرح ایک حکیم کے لیے طبی مشورہ دینا۔ جب لائیڈ جارج اور چرچل نے اس کا اعلان کر دیا کہ اسلام اور برطانیہ کے مابین جنگ ہے، تو اس وقت نہ صرف ضروری بلکہ ہمارا ہمارا اہم ترین فرض تھا کہ ہم اعلان کریں کہ ایک مسلمان گورنمنٹ کے ساتھ اسی حد تک وفادار ہو سکتا ہے جہاں تک اس کے مذہب نے اجازت دی ہے۔ اگر گورنمنٹ ملکہ وکٹوریہ کے اعلان کی تکمیل نہیں کرنا چاہتی اور اگر مذہبی فرائض یا پابندیوں کا احترام و لحاظ نہ کیا گیا تو اس صورت میں کروڑوں مسلمانوں کو اس مسئلہ کا فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ آیا وہ مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہنے کو تیار ہیں یا گورنمنٹ برطانیہ کی رعیت کی حیثیت سے! اور ۲۳ کروڑ ہندوؤں کو بھی یہ خیال کر لینا چاہیئے کہ آیا وہ مذہبی حیثیت سے رہنا چاہتے ہیں یا گورنمنٹ برطانیہ کی رعایا کی حیثیت سے، لیکن اگر گورنمنٹ مذہبی آزادی چھیننے پر تیار ہے تو مسلمان اپنی جان تک دینے کو تیار ہوں گے اور میں پہلا وہ شخص ہوں گا

جو اپنی جان قربان کردوں گا" ـــــ (اس جملہ پر بھری عدالت میں مولانا محمد علی جوہر نے حضرت مدنیؒ کے قدم چوم لیے)

آخر یکم نومبر ۱۹۲۱ء کو حضرت مدنیؒ اور ان کے دوسرے رفقاء کو دو سال قید بامشقت کی سزا کا حکم سنایا گیا اور حضرت مدنیؒ کو سابرمتی جیل میں نظر بند کر دیا گیا۔

"یہاں یہ بات ذکر کرنی ضروری ہے کہ ۱۹۱۹ء میں عیسائی حکومت نے رولٹ بل پاس کیا تھا جس کی رُو سے عدالت اور پولیس کو بہت زیادہ اختیارات دیئے گئے تھے۔ اسی زمانہ میں حکومتِ پنجاب نے جلیانوالہ باغ امرتسر میں نہتے شہریوں کو (جن میں مسلمان، ہندو، سکھ سب تھے) جنرل ڈائر کے حکم سے نہایت بیدردی کے ساتھ قتل کیا اور عوام اور طلباء کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک کیا گیا اور پورے پنجاب میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا تھا۔ حضرت مدنیؒ نے اپنے اس بیان میں ہندوستان کے سب رہنے والوں کو متنبہ کیا کہ وہ اس حکومت کے مظالم کے خلاف متحد ہو جائیں اور یہی بات اس حادثہ کے بعد امرتسر میں ہونے والے جلسہ میں مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ اس سے پہلے فرما چکے تھے۔"

اس فیصلہ کے بعد کچھ دن کراچی میں رکھ کر پھر آپ کو سابرمتی جیل احمد آباد گجرات بھیج دیا گیا جہاں آپ کے مشاغل اللہ تعالیٰ کا ذکر اور مقاماتِ سلوک و احسان کی تکمیل تھی جیسا کہ آپ نے اسی جیل سے ایک خط میں تحریر فرمایا:۔

ـــــ "واقع میں بہت اچھا موقع ترقی اور کام کا ہے مگر اس کو کیا کیا جائے کہ طبعی تکاسل اور ذاتی نا قابلیت، قسمت کی کوتاہی، نفس کی شرارتیں مالٹا اور کراچی میں جس طرح سدِ راہ تھیں یہاں بھی ہمراہ ہیں ؎

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

؎

سودہ گشت از سجدہ راہ بتاں پیشانیم
چند بر خود تہمتِ دینِ مسلمانی نہم

مع ذٰلک اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جو کچھ ٹوٹا پھوٹا ہو سکتا ہے کر رہا ہوں، الطافِ ربانیہ کا شکر ادا کرتا ہوں ؎

من آں خاکم کہ ابرِ نوبہاری   کند از لطف بر من قطرہ باری
اگر بروید از ہر مو زبانم   ادائے شکر لطفش کے توانم ـــــ

مشقت | حضرت مدنیؒ اپنے ایک گرامی نامہ میں جیل ہی سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

ـــــ "حکام کو سخت تاکید ہے اور ہوتی رہتی ہے کہ ان پولیٹیکل قیدیوں کے ساتھ معمولی قیدیوں کا معاملہ کیا جائے، کسی قسم کا کوئی امتیاز نہ ہو، مشقت ہم لوگوں کو بہت سہل کام کی ہے، پہلے تو پانچ چھ گھنٹے کام کرنا ہوتا تھا مگر اب تو دو ڈھائی گھنٹے کرنا ہوتا ہے، اُون کے تاروں کا کو بننا ہوتا ہے، پہلے سوت کے تاروں کو چرخ پر دوہرا

کرنا ہوتا تھا" (مکتوبات جلد ۲ ص ۳۳)

خدمتِ خلق | آپ کا یہ طرۂ امتیاز تھا جس پر موافق اور شدید مخالف بھی متفق ہیں کہ حضرت مدنیؒ میں خدمتِ خلق کا جذبہ بطور عادت کے نہیں بلکہ بطور عبادت کے تھا، آپ کی نظر پر اثر میں بقول مولانا حالی مرحوم ؎

یہ پہلا سبق ہے کتاب ہُدیٰ کا — کہ مخلوق ساری کُنبہ ہے خدا کا

۱۹۳۹ء میں جب دوسری جنگِ عظیم شروع ہوئی تو آپ نے جبریہ بھرتی اور ہندوستان کو جبری طور پر جنگ میں شریک کر دینے کے خلاف پوری قوت سے تقریریں شروع کر دیں۔ چنانچہ ۲۵ جون ۱۹۴۲ء کو آپ کو گرفتار کر کے مقدمہ چلایا گیا اور ابھی آپ جیل ہی میں تھے کہ اگست ۱۹۴۲ء کی تحریک شروع ہو گئی جس کا عنوان "ہندوستان چھوڑ دو" تھا۔ مدتِ سزا ختم ہونے کے بعد جیل ہی میں آپ کو دفعہ ۲۶ کے تحت نظر بندی کا نوٹس ملا، چنانچہ تقریباً تین سال آپ کو مراد آباد اور نینی جیل میں قیدی اور نظر بند کی حیثیت سے رہنا پڑا۔

ان جیلوں میں بھی آپ کے وہی مشاغل تھے، ان میں درسِ قرآن کریم کا نمایاں حصہ تھا۔ یہ درس عمومی اور خصوصی بھی تھا چونکہ مولانا حفظ الرحمٰن، مولانا سید محمد میاں رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر اکابر بھی اسی جیل میں تھے اس لیے ان کی درخواست پر خصوصی درسِ قرآن عزیز شروع فرمایا جو "میاں سے سبع" کے نام سے شائع بھی ہو چکا ہے۔ عمومی درس میں غیر مسلم شریک ہوتے تھے، اس درس کا اثر مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ کے قلم سے :۔

"مسلمان تو اس درس سے مستفید ہوتے ہی تھے غیر مسلم قیدی بھی حاضری دیتے، ایک صاحب جو کہیں کے سیٹھ یا ساہوکار تھے بحمد اللہ باضابطہ مشرف بہ اسلام ہو کر رہے" ("صدق" لکھنؤ ۲ اگست ۱۹۴۳ء)

اس زمانۂ اسارت میں بھی خدمتِ خلق جاری رہی، یہاں ایک غیر مسلم سیاسی قیدی کی کہانی اُسی کی زبانی درج کی جاتی ہے :۔

"۱۹۴۳ء میں نینی جیل میں آپ کو صرف ایک پاؤ گوشت ملتا تھا مگر آپ بعض ان قیدیوں کو جو گوشت سے محروم تھے ساتھ ملا کر کھانا کھلا دیا کرتے تھے۔ آپ کی صحت گرنے لگی تو میں نے جیل کے ڈاکٹر سے کہا کہ مولانا اپنا کھانا تقسیم کر دیا کرتے ہیں اسلئے تندرستی گرتی جا رہی ہے، انہوں نے پہلے تو یہ کہا میں کیا کروں؟ قاعدہ یہی ہے ان کو صرف پاؤ بھر گوشت مل سکتا ہے، لیکن دوسرے دن آ کر وزن کیا اور تندرستی گرتے ہوئے دیکھ کر پاؤ بھر گوشت اور بڑھا دیا، اسکے مطابق مولانا کا خرچ اور بڑھ گیا اور لوگ بھی کھانے میں شریک ہونے لگے، اسے دیکھ کر میں نے کہا میں آپ کے ساتھ اس بیرک میں نہ رہونگا کیونکہ آپ کا اخلاق اتنا وسیع ہے کہ اگر میں تھوڑے دن اور رہا تو مسلمان ہو جاؤں گا"

(سیتا رام جی سوکل) — (الجمعیۃ، شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۷۶)

باقی باقی انشاء اللہ الباقی

محفوظ قابلِ اعتماد مستعد بندرگاہ

بندرگاہ کراچی

جہازرانوں کی جنت
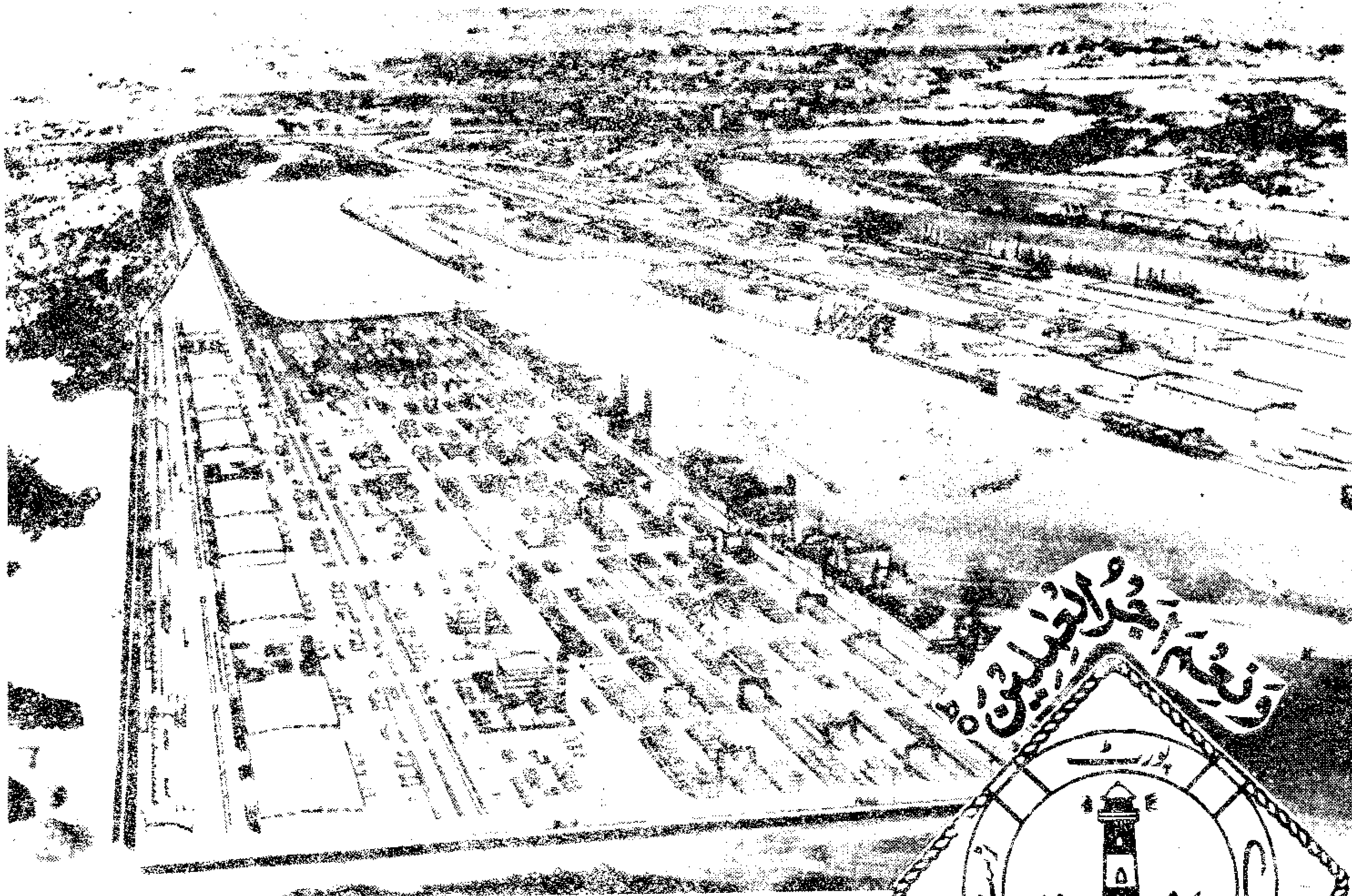
بندرگاہ کی خدمات کے جدید انداز کے ساتھ
عالمی تجارت کے لئے پرکشش
پاکستانی معیشت کی تعمیر کے لئے کوشاں

ہماری کامیابیوں کی بنیاد

- انجینئرنگ میں کمالِ فن
- جدید ٹیکنالوجی
- مستعد خدمات
- باکفایت اخراجات
- مسلسل محنت

۲۱ویں صدی کی جانب رواں

بمع

جدید مربوط کنٹینر ٹرمینلز
نئے مائع پروڈکٹس ٹرمینل
بندرگاہ کراچی ترقی کی جانب رواں

سینٹ کے انتخاب میں مولانا سمیع الحق کی دوبارہ کامیابی پر

اہلِ اسلام کی مسرتیں، تبریکات، دعائیں اور توقعات

گذشتہ ماہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے سینٹ کے الیکشن میں دوبارہ کامیاب ہونے پر ملک و بیرونِ ملک علمی و دینی اور سیاسی حلقوں اور عامۃ المسلمین نے بے حد مسرتوں، تبریکات، دعاؤں اور توقعات کا اظہار کیا ہے۔ صدر، وزیراعظم، فوجی جرنیلوں، مرکزی کابینہ، صوبائی وزرائے اعلیٰ، ارکانِ پارلیمنٹ، قومی راہنماؤں، اکابر علماء و مشائخ کے علاوہ کثیر تعداد میں عامۃ المسلمین، محبین و مخلصین کے اخلاص و محبت پر مبنی تاریں، پیغامات اور تہنیت نامے موصول ہوئے اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ ان ہزاروں پیغامات اور خطوط سے عام لوگوں کے علماء حق اور دینی قیادت سے وابستگی کے استحکام کے ساتھ نفاذِ شریعت کیلئے ان کے جذبات کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔ مشتے نمونے از خروارے کیف ما اتفق چند ایک خطوط کے اقتباس نذرِ قارئین ہیں۔

(ادارہ)

- دوبارہ ممبر منتخب ہونے پر ہم سب کی طرف سے مبارکباد اور ہمارے وفاق کی جانب سے مکمل حمایت کی یقین دہانی پیشِ خدمت ہے۔ (مولانا عبداللطیف وفاق العلماء اہل سنت خوشاب)
- ہم ہانگ کانگ میں آپ کی کامیابی کی خبر سن کر بے حد خوش ہوئے۔ ہم سب دوستوں کی طرف سے مبارکباد۔ (غلام حبیب، ہانگ کانگ)
- پُرخلوص مبارکباد قبول فرمائیں۔ (امیر صاحب خان، لاہور)
- نیا لائحہ عمل، نئے عزائم اور دوبارہ کامیابی پر اس درویش کا ہدیۂ تبریک قبول فرمائیں۔ (سید ملک عالم شاہ، جہلم)
- ہم صمیم قلب سے مولانا سمیع الحق صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ جن کی صدائے حق سے حکومت کے ایوان لرز اٹھتے ہیں۔ روافض کی امامت کا انکار کرنا تو اہلسنت کے دل جیت لینا ہے۔ (امیر عمر اعوان، انجمن سپاہ صحابہ، کراچی)
- آپ کی پالیسی صاف اور کارہائے دین نمایاں ہیں، اکابرین کی یاد تازہ کردی، دوبارہ کامیابی پر دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔ (صوفی نور حسین، سمندری ضلع فیصل آباد)

● بی بی سی لندن سے آپ کی کامیابی کی خبر پر یہاں کے تمام احباب خوش ہوئے، اللہ نے پھر سے آپ کو اسمبلی کلام حق بولنے کا موقع فراہم کر دیا۔ (مولانا ارشاد احمد، ابوظہبی)

● میری طرف سے اور تمام عملۂ قصر ناز کی طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے۔ (محمد رازق وساتھی، کراچی)

● آپ کی سیاسی مساعی اور شریعت بل کے بارے میں کوششیں قابل تحسین ہیں، خدا نے اس مشن کو آگے بڑھا کا موقع بخش دیا، مبارکباد قبول فرمائیں۔ (مولانا) عبدالحمید، ڈیرہ غازیخان)

● دوبارہ سینیٹر منتخب ہونے پر مبارکباد قبول ہو۔ (قاری محمد اشرف، بہاولنگر)

● سینٹ کا ممبر بننے پر مبارکباد قبول فرمائیں۔ (شاہ نواز کھیتران)

● تہہ دل سے مبارک ہو۔ (انیس الرحمٰن، لاہور)

● حاسدوں کی شدید مخالفت اور سازشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے نوازا، مبارک ہو۔ (محمد ادریس، ڈیرہ غازیخان)

● مبارک صد مبارک۔ (مولانا) عبدالقیوم قریشی، واہ کینٹ)

● یہاں کے تمام علماء اور خطباء کی طرف سے دلی مبارکباد اور مزید کامیابیوں کی دعائیں۔ (مولانا) جلیل اللہ نور، لاہو کینٹ

● متحدہ علماء کونسل پاکستان کی طرف سے مبارکباد عرض ہے اور شریعت بل کے نفاذ کے لیے بھرپور مساعی کے توقعات۔ (عبدالرؤف ملک، سیکرٹری جنرل متحدہ علماء کونسل پاکستان، لاہور)

● پاکستان مسلم لیگ (قیوم گروپ) کی طرف سے کامیابی پر مبارکباد قبول ہو۔ (رانا منور خان، صدر مسلم لیگ)

● حالیہ انتخابات میں منتخب ہونے پر دلی مبارکباد قبول فرمائیے، اب شریعت کو نافذ کرانے میں مساعی جمیلہ مزید ہوں گی۔ (مولانا اسعد تھانوی، کراچی)

● ہم ہر وقت دعاگو ہیں کہ سینٹ میں کامیابی کی طرح نفاذ شریعت کی مہم میں بھی کامیابی ہو۔ (مولانا بہرام خان جنوبی وزیرستان)

● سیاسی میدان میں ہر ملی مسئلہ پر آپ کی دوٹوک رائے اور دلیرانہ موقف کے مخالفین بھی معترف ہیں، سینٹ میں کامیابی پر اسے مزید شہ ملے گی۔ (پروفیسر عبداللطیف خان سیکرٹری امور دینیہ آزاد حکومت ریاست جموں وکشم

● بندہ نے ژاور افغانستان میں ریڈیو پر آپ کی کامیابی کی خبر سنی، سب مجاہدین کے دل بہت خوش ہوئے مز کامیابی کے لیے ہم سب ہر وقت دعاگو رہتے ہیں۔ (اللہ وسایا قاسم، حرکۃ المجاہدین)

● پاکستان کی خبروں سے آپ کی کامیابی کا مژدہ سنا، ہم سب کی طرف سے دلی مبارکباد، ہم سب کی دلی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ (فخر عالم، سعودی عرب)

● سینٹ میں کامیابی اور خلیج کے مسئلہ پر مؤقفِ حق کے اختیار کرنے اور جرأت سے اس کے اظہار پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ (عبدالوہاب واحد بن ہاشم ، کراچی)

● سینٹ میں کامیابی اور خواتین کے لیے شریعت کے مطابق حصولِ حقوق کی جدّ و جہد پر مبارکباد قبول فرمائیں۔ (بیگم سردار خادم حسین راہنما اسلامی جمہوری اتحاد ، لاہور)

● آپ کے اہم قومی و ملّی مسائل میں درست مؤقف ، اظہارِ حق اور سینٹ میں کامیابی کو ہم سب خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ (مولانا عبداللہ و حاجی یار محمد مکران)

● سینٹ میں آپ کا دوبارہ آنا دینی قوتوں کی تقویت کا باعث ہے۔ (اختر راہی ، واہ کینٹ)

● مبارکباد! اس دور میں علماء حق کی لاج رکھنے والے باقی ہیں ، آپ نے تو پورا پورا حق ادا کر دیا۔ (مولانا اللہ داد صدیقی بھکر)

● مبارکباد! آپ نے ہمیشہ علماء حق کی لاج رکھی ، دعا ہے کہ دینِ حقہ کی تائید و توثیق کی مزید توفیق ارزانیاں ہوں۔ (مولانا محمد عالم مدیر جامعہ فاروقیہ شیخوپورہ)

● میری اور اہلیانِ قصور کی طرف سے مبارکباد ، باطل قوتوں کی سازشیں خاک میں مل گئیں ، آپ کے منتخب ہونے سے علماء کا وقار بلند ہوا ہے۔ (شبیر احمد عثمانی ، قصور)

● آپ کی کامیابی ایوانِ بالا میں حق کی فتح کی علامت ہے۔ (مولانا میاں نور بادشاہ ، سوات)

● سینٹ میں آپ کی کامیابی پر بے حد خوشی ہوئی۔ (حکیم محمد صادق ، مولانا گل محمد ، رسالپور)

● دوبارہ منتخب ہونے پر مبارکباد سینٹ میں آپ کی نفاذِ اسلام کی مساعی ناقابلِ فراموش ہیں۔ (مولانا عمر خان مہتمم مدرسہ خزینۃ العلوم ، تاجہ زئی)

● دوبارہ انتخاب مبارک ، پھر سینٹ میں نور جہاں پانیزئی (عورت) کو ڈپٹی چیئرمین کے لیے ووٹ نہ دینے اور شرعی نقطۂ نظر سے تمام ایوان کو آگاہ کرنے پر آپ نے جس اسلامی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابلِ صد تحسین ہے۔ (مولانا ملوک علی صدر جمعیۃ علماء اسلام اوگی و قاری عبدالرشید مانسہرہ)

● صد مبارک باد۔ (حکیم محمد عجیب خان فقیر زادہ ، کرک)

● سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین کے انتخاب میں آپ نے جس جرأت اور اعلاء کلمۃ الحق کے لیے جس بلند طرزِ عمل کا ثبوت پیش کر دیا اس پر میں آپ کو تہہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں ؎

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی   اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ نے سلف صالحین اور مولانا حسرت موہانیؒ کی یاد تازہ کر دی اور خدا کی شریعت کے مقابلے میں کسی چیز کو حائل نہیں ہونے دیا ، آپ نے دوسروں کیلئے ایک مثال قائم کر دی۔ (مولانا راحت گل مہتمم مرکز العلوم الاسلامیہ پشاور)

● آپ خالص اسلامی سیاست کے محرک ہیں، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے آپ کو کامیابی عطا فرمائی۔ (ڈاکٹر ابو عبداللہ عبدالظاہر قریشی، پشاور)

● سینٹ میں کامیابی پر تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (محمد زین العابدین سوات)

● اخبار سے معلوم ہوا، ہزار ہزار مبارک باد۔ (مولانا محمد یونس حقانی، کوہاٹ)

● آپ ہمیشہ سے علماء حق کی آواز کو ایوان میں اٹھاتے ہیں، خدا نے پھر موقع دے دیا، مبارکباد قبول فرمائیں۔ (ڈاکٹر محمد یوسف، چکیسر سوات)

● دوبارہ ایوان میں شریعت بل کا مسئلہ اٹھانے کا موقع مل جانے پر مبارکباد قبول فرمائیں۔ (مولانا محمد اکبر دین حقانی، بنوں)

● آپ نے جرأت اور ہمت کے ساتھ اسلام دشمن عناصر کا مقابلہ کیا، تحریک نفاذ شریعت کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لیے دوبارہ سینٹ کا ممبر منتخب ہونے پر مبارکباد۔ (ڈاکٹر گوہر علی صدر اسلامی جمہوری اتحاد، امان گڑھ)

● سینیٹر کی حیثیت سے دوبارہ تقرری پر دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔ (صدر خان خٹک پروگرام منیجر پاکستان سنٹر)

● پُرخلوص مبارکباد قبول فرمایئے۔ (فیض احمد صدیقی سابق رئیس بلدیہ نواب شاہ)

● کروڑپتیوں کے ساتھ مقابلے میں جیتنا ایک کرامت ہے، مبارک ہو۔ (مولانا قاری محمد یوسف مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان)

● آپ کی کامیابی سے شریعت بل کی تحریک کو مزید تقویت ملے گی، مبارکباد۔ (محمد شاہد انجم خانیوال)

● سینٹ میں کامیابی اور ڈپٹی چیئرمین کے عہدہ کے لیے عورت کے انتخاب کے سلسلہ میں آپ کے رویہ اور طرز عمل پر ہم خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (اسمٰعیل ذبیح اللہ ایڈووکیٹ ساہیوال)

● دل کی گہرائیوں سے مبارکباد۔ (محمد نصراللہ و رفقاء، ڈیرہ غازی خان)

● آپ کا ایوان بالا کیلئے ممبر منتخب ہونا باعث مسرت اور نفاذ شریعت کیلئے خوش آئند ہے۔ (محمد شعیب بیگ واہ کینٹ)

● دوبارہ سینیٹر منتخب ہونے پر تمام علماء وارکین جمعیۃ ضلع جھنگ کی طرف سے مبارکباد۔ (مولانا محمد یٰسین، جھنگ)

● شریعت بل پاس کرانے کے لیے اللہ کریم نے دوبارہ منتخب فرمایا۔ ہم سب کی طرف سے مبارک قبول ہو۔ (مولانا طفیل احمد جالندھری فاضل دیوبند، اوکاڑہ)

● آپ جیسے علماء حق کا وجود ایوان بالا کے لیے باعث عزت و تکریم ہے۔ (محمود عالم گورنمنٹ کالج پنڈ دادنخان)

● آپ کی تاریخ ساز خدمات، شریعت بل کی تیاری و تحریک، عورت کی سربراہی کے خلاف جہاد، خلیجی جنگ میں موقف حق، خواتین کی مخصوص نشستوں کے خلاف اعلان حق اور جہاد افغانستان اور دوبارہ کامیابی پر مبارک باد۔ (مولانا عبدالسلام و مولانا محمد صابر، حضرو)

● آپ کی عظیم الشان کامیابی اور عظیم دینی خدمات پر ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ (خالد محمود وٹو ایڈووکیٹ)

حضرت مولانا محمد صادق مغل مدظلہ راولپنڈی

اتحادِ ملّت کی مشترکہ اساس

فقہ حنفیہ کا نفاذ اور فتاویٰ عالمگیری کی ترویج

آج کل پاکستان کے طول وعرض میں باہمی اتحاد، قومی وحدت اور ملی یگانگت کی حقیقی صورتِ حال نہ صرف غیر تسلی بخش ہے بلکہ نفاذِ اسلام کی مساعی کی کامیابی کے لئے بھی باعثِ تشویش ہے۔

دنیا کی کسی قوم کا باہمی انتشار، فرقہ وارانہ اور متعصبانہ خلفشار اس قوم کے لئے عظیم المیہ ہے یہ مذاہب عالم تاریخی شواہد اور روزمرہ کے مشاہدہ کی رو سے ایک ایسا قومی روگ ہے جو قوموں کے قیمتی اوقات کو، ان کی تعمیری صلاحیتوں کو اور ان کی گراں قدر قوتوں کو اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کر دیتا ہے۔

یہ قومی ناسور بڑی سے بڑی طاقتور قوم کو کمزور تر کرنا، دوسروں کا دست نگر بنانا اور پھر غیروں کی پناہ لینے پر مجبور کر کے اس قوم کو اپنے تشخص سے محروم اور زوال سے دوچار کر دیتا ہے ؂

کیا صید و صیاد کو برباد اسی نے

بگاڑا دمشق اور بغداد اسی نے

اس کے برعکس قومی اتحاد اس کی قوت کا منبع، ترقی کا نشان اور اس کی عظمت و کامیابی کا مظہر قرار پاتا ہے اور باہمی اتحاد ہمیشہ سے ہر عظیم قوم کے لئے اولین شرط اور اس کی ترجیحی ضرورت رہی ہے۔

یہ ضروری ہے کہ

ہر قوم کے اتحاد کے لئے کوئی مشترکہ اساس اور رشتہ وحدت کے لئے کوئی ایسی ٹھوس بنیاد موجود ہو جو اس قوم کے اتحاد اور محور اس کے جمہور کے لئے مرکزِ اتحاد قرار پا سکے۔

غیر مسلم قومیں اپنے اتحاد کے لئے رنگ ونسل، طبقہ، پیشہ، زبان، باہمی سود وزیاں، علاقائی اور جغرافیائی قدروں یا خود ساختہ نظریات پر مبنی تحریکات کی بنا پر، اپنا اپنا مرکزِ اتحاد اختراع کرتی اور اس اتحاد سے اپنے قومی مسائل حل کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور آج کی دنیا کی غیر مسلم قومیں بھی انہی بنیادوں انہی حد بندیوں اور انہیں خود ساختہ ازموں میں بٹی ہوئی ہیں۔

مگر مسلم قوم کا مرکزِ اتحاد، رنگ و نسل، پیشہ اور طبقہ، لسان، علاقہ اور خود ساختہ نظریہ سے بالاتر ایک خدا ساختہ نظریہ حیات ہے۔ ہر مسلمان کے عقیدہ و یقین کی رو سے اس کی دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح، اس اتحاد میں مضمر ہے جس کی بنیاد، ایمان اور عمل صالح پر ہو۔ اور ایمان اور عمل صالح کا مدار، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے ماخوذ معتمد اسلامی تعلیمات اور تفصیلی احکامات پر ہے اور یہ ملت اسلامیہ کی خوش قسمتی ہے کہ یہ بنیاد، صدیاں گذرنے کے باوجود، موجود، محفوظ اور دستیاب ہے اور انشاء اللہ تاقیامت محفوظ و دستیاب رہے گی۔

مذکورہ خوش قسمتی کے باوجود، یہ امر واقعہ ہے کہ امت مسلمہ میں کتاب و سنت اور اجماع پر اتفاق کے بعد تفصیلی احکامات میں اجتہادی اختلافات موجود ہیں۔ اور اس کا حقیقی تجزیہ یہ ہے کہ ہر فردِ مسلم، کتاب و سنت و اجماع پر یقین رکھتا اسے دل و جان سے تسلیم کرتا اور اسی میں اپنی دنیا و آخرت کی کامیابی کا اقرار کرتا ہے نیز ہر مخلص مسلمان، کتاب و سنت اور ان سے ماخوذ معتمد تفصیلی احکام کو جاننے، ان پر عمل پیرا ہونے اور انہیں پھیلانے کا عظیم تر جذبہ رکھتا اور بہ تہ دل سے چاہتا ہے کہ وہ اپنے لئے بلکہ ساری انسانیت کے لئے، ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں دنیوی عافیت اور اخروی سعادت کی خاطر، اسلامی احکامات پر عمل اور عمل سے پہلے اسلام کے معتمد احکامات کا علم حاصل کرے۔ اس حد تک امت مسلمہ کا اتفاق اور اتحاد موجود ہے اور اس میں کوئی قابلِ ذکر اختلاف نہیں ہے۔

مذکورہ حد تک امت مسلمہ کے اتحاد کے بعد، کتاب و سنت کی تعبیرات، تشریحات اور ان سے ماخوذ اسلام کے تفصیلی احکامات میں اختلافات موجود ہیں اور یہ خیر القرون میں ہی ماہرین اسلام کے اپنے اپنے پُر خلوص اجتہاد کا نتیجہ ہیں اور پھر یہ مختلف اجتہادی تحقیقات بعض زیادہ مقبول ہیں بعض کم اور بعض بہت کم، اور ان تحقیقات پر اعتماد اور ان کی پیروی کرنے والے بھی بعض کثیر ہیں بعض قلیل اور بعض بالکل اقل قلیل ہیں۔

دنیائے اسلام میں، ماہرین اسلام کی مختلف اجتہادی تحقیقات کے پیروکار اور مختلف اسلامی فرقوں کی عددی حیثیت، مختلف ہے تاہم یہ امرِ مسلّمہ ہے کہ قبولیت کا اعزاز حنفی تحقیقات کو حاصل ہوا ہے۔ اسلام کے خیر القرون سے لے کر ما بعد کے ہر دور میں حنفی تحقیقات میں اضافہ ہوتا رہا حنفی تحقیقات کی ظاہر الروایات مسائل الاصول اور النوادر اور پھر مجتہد فی المسائل، اصحاب التخریج اور اصحاب[1] الترجیح والتمیز کی مزید تحقیقات و

---

[1] ان اصطلاحی کلمات کے مفہوم کے متعلق فتاوی عالمگیری مترجم، حامل المتن ج ۳ باب ۹ حکم نمبر ۹۷/۴ ب مؤلف ہذا کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا ۵ ملاحظہ ہو۔

تنقیحات سے اور الاشباہ والنظائر، الواقعات والفتاوی کے گراں قدر اضافوں سے فقہ حنفی کی جامعیت اور مقبولیت میں روز افزوں ترقی جاری رہی۔

مزید برآں مختلف زمانوں میں دنیا کی متمدن تہذیبوں کے دانشوروں اور مختلف زبانوں کے مصنفوں اور محققوں نے حنفی تحقیقات، اس کی شانِ اعتدال، عقل و فراست سے نسبتاً زیادہ قرب اور بالعموم سہولت پر مشتمل حنفی تحقیقات کو ایسا خراجِ تحسین پیش کیا کہ دنیا میں پہلے ہوئے احناف کی تعداد کثیر سے کثیر تر ہوتی گئی۔

چنانچہ دنیائے اسلام میں احناف کی اکثریت اس عالمی جائزہ سے بھی واضح ہے جو آج سے کافی عرصہ پہلے یہ اندازہ کرنے کے لئے لیا گیا تھا کہ دنیا بھر کے مسلمان کہلانے والے مشہور فرقوں میں سے ہر ایک کی تعداد کیا ہے چنانچہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مختصر ایڈیشن ۱۹۱۱ء کے مطابق دنیا بھر میں زیدیہ فرقہ کی تعداد تقریباً تیس لاکھ، اثنا عشریہ تقریباً ایک کروڑ سینتیس لاکھ اور اہلسنت والجماعت کہلانے والوں میں سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ ۱۶۴ھ کی تحقیقات کے مقلدین تقریباً تیس لاکھ۔ حضرت امام مالکؒ ۹۰ھ کے مقلدین تقریباً چار کروڑ۔ حضرت امام شافعیؒ کے پیروکار تقریباً دس کروڑ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ اور ان کے رفقاء کی تحقیقات کے پیروکار تقریباً چونتیس کروڑ سے بھی زیادہ پائے گئے۔

گو یہ شماریات، عرصہ پہلے کی ہیں مگر اس سے یہ واضح ہے کہ عالم اسلام کا سوادِ اعظم، امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے رفقاء کی تحقیقات پر اعتماد کرتا اور پیروی کرتا ہے اور حنفی تحقیقات، عالم اسلام کے جمہور کی جانب سے قبولیت عامہ کے اعزاز کی حامل ہیں۔

مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اگرچہ مختلف مذاہب، گروہ اور فرقے موجود ہیں۔ ہر ایک کو اس کے جائز حق کی ضمانت ملنا ضروری اور سبھی کو سبھی کے ساتھ بھائی چارہ کی فضا قائم رکھنا، سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے تاہم یہاں کے جمہور کے فرائض خصوصی ہیں اور انہیں زیادہ اہتمام سے اپنا فرضِ منصبی ادا کرنا ہے۔

یہ حسنِ اتفاق ہے کہ عالم اسلام کے جمہور کی طرح، پاکستان کے جمہور بھی حنفی کہلاتے ہیں یہاں کی اکثریت نظریاتی اور فکری لحاظ سے اپنے آپ کو اہل السنت والجماعت حنفی مسلمان کہلاتی ہے اور ان احناف میں خواہ بظاہر اختلاف دکھائی دے وہ اپنے اپنے مکتب فکر کے لحاظ سے مختلف عنوانات سے معنون ہوں وہ خواہ کسی مکتب فکر یا مسلک سے منسوب ہوں یا ان کے کسی ذیلی حلقہ سے متاثر ہوں یا وہ یہاں کے کسی مشہور مکتب فکر کے مخصوص اطوار و افکار سے وابستہ نہ ہوں بہر حال یہاں کی اکثریت حنفی ہونے کی دعوے دار ہے وہ سب اپنے آپ کو اہل السنت والجماعت سے وابستہ کرتے اور کتاب و سنّت کی تعبیرات، تشریحات اور ان سے ماخوذ تفصیلی احکامات میں حنفی تحقیقات پر اعتماد کرتے اور ان سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ چنانچہ کتاب، سنت و اجماع کے بعد اسلام کے تفصیلی احکام میں

حنفی تحقیقات، یہاں کی عظیم اکثریت کے لئے پختہ اور راسخ قدرِ مشترک ہے جو جمہورِ پاکستان کے ذہن و فکر میں صدیوں سے ایسا رچا بسا ہے کہ شرعی گنجائش کے بغیر اس سے انحراف باعث بے اطمینانی اور موجب انتشار ہے پس معتمد حنفی تحقیقات ایک ایسی نعمت ہے جو اسلام کے تفصیلی احکام میں پاکستان کے جمہور کے ذہن و فکر کے لئے مشترکہ اساس، ذریعہ اتفاق اور مرکزِ اتحاد ہے۔

دنیائے اسلام کے جمہور اور برصغیر کے مسلمانوں کے جمہور، جملہ احناف کو حنفی تحقیقات پر اعتماد کے باوجود اس کے معتمد علیہ احکام سے استفادہ میں ایک اہم الجھن موجود رہی جس سے بعض اوقات احناف میں تفرقات پیدا ہوتے رہے۔

اس الجھن کی وضاحت یہ ہے کہ حنفی تحقیقات کا تمام تر ذخیرہ، خیر القرون سے لے کر بعد کے قرنہا قرن پر محیط اور صدہا کتب پر مشتمل ہے۔ اس تحقیقاتی ذخیرہ میں معتمد علیہ احکام بھی ہیں اور ضعیف اور مرجوح اقوال بھی۔ اس ذخیرہ سے جمہور کے ہاں معتمد علیہ اور مفتی بہ احکام کو، ضعیف، شاذ اور مرجوح اقوال سے ممتاز کرنا، عوام کے لئے مشکل بلکہ قاضی اور مفتی صاحبان کے لئے بھی ایک محنت طلب علمی کاوش رہی اور اس سے احناف کو بعض اوقات یہ المیہ درپیش رہا کہ دانستہ یا نادانستہ طور پر، معتمد احکام کی بجائے ضعیف اور مرجوح قیل و قال، بغیر شرعی گنجائش کے اپنا لینا، احناف میں باہمی انتشار و اختلاف کا باعث بنتا رہا۔

اس صورت حال میں معتمد اور غیر معتمد احکام کی ملاوٹ سے مختلف مسلکوں، گروہ بندیوں اور فریقی حلقہ بندیوں کو تقویت ملی اور نتیجۃً اسلام کے تفصیلی احکام میں ایک فقہ کو تسلیم کرنے کا دم بھرنے والے احناف بھی، الگ الگ مکتب فکر میں جٹ کر ضمنی مسلکوں میں منقسم ہوتے رہے اس تقسیم در تقسیم سے اہل السنت والجماعت احناف کا شیرازہ بکھرتا رہا۔ ان میں حقیقی اتحاد کی راہ مفقود اور بقدرِ ضرورت اتحاد کی راہ بھی مسدود ہونے لگی اور اس الجھن کے حل کرنے کے لئے حنفی تحقیقات سے معتمد علیہ اور مفتی بہ احکام یکجا جمع کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جاتی رہی۔

چنانچہ مذکورہ الجھن کو حل کرنے، احناف میں تفرقہ کا سدِباب کرنے اور جملہ احناف میں بساط بھر اتحاد کے قیام و بقا کے لئے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی گئی کہ حنفی تحقیقات میں اسلام کے ایسے معتمد تفصیلی احکام جو قرآن و سنت اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ماخوذ، فقہا اور محدثین کی تحقیقات میں طے شدہ تھے جو اسلام کے ہر سال دورِ عظمت میں، جمہور اہل علم، مفتیوں اور قاضیوں کے محفوظ تھے۔ انہیں ماہرین اسلام کے ذریعہ یکجا مرتب کر دیا جائے۔

چنانچہ فتاوی التتار خانیہ وغیرہ کی صورت میں بعض کوششیں کی گئیں مگر اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بالآخر ایک تاریخی سعی جمیل کی گئی اور گیارھویں صدی ہجری میں برصغیر میں ہی بساط بھر اہتمام و احتیاط کے ساتھ

یہ کارنامہ سرانجام دیا گیا کہ تقریباً پانچ سو عالی پایہ ماہرین اسلام، نامور مفتیان کرام، علمائے ربانی اور صوفیائے کرام کی عظیم تر جماعت نے سلطان عالمگیر کے اہتمام اور الشیخ نظام الدین برہان پوری کی سرکردگی میں منظم طور پر مسلسل آٹھ سالہ محنت شاقہ کے بعد قرآن و سنّت اور اجماع و اجتہاد سے ماخوذ، زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ایسے تفصیلی احکام جمع کیے جو امتِ مسلمہ کے جمہور، احناف کی ہزار سالہ تحقیقات میں جمہور احناف کے ہاں معتمد، ظاہر الروایات، النوادر یا علامت فتویٰ[1] سے موسوم تھے۔

چنانچہ ماہرین اسلام ان علمائے ربانی کی مختلف کمیٹیوں کے صدر الصدور العلامہ الہمام مولانا الشیخ نظام الدین نے اس مجموعہ فتاویٰ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس فتاویٰ کی تالیف اس مقصد سے ہوئی کہ

ان یؤلفوا کتابا جامعا لظاہر الروایات التی اتفق علیہا وافتی بہا الفحول ویجمعوا فیہ من النوادر ما تلقتہا العلماء بالقبول الخ اور لکھا کہ

واقتصروا فی الاکثر علی ظاہر الروایات ولم یلتفتوا الا نادرا الی النوادر والدرایات وذلک فیما لم یجدوا جواب المسئلۃ فی ظاہر الروایات او وجدوا جواب النوادر موسوما بعلامۃ الفتوی ونقلوا کل روایۃ من المعتبرات بعبارتہا مع انتماء الحوالۃ الیہا الخ

نیز لکھا کہ:-

واذا وجدوا فی المسئلۃ جوابین مختلفین کل منہما موسوم بعلامۃ الفتوی وسمۃ الرجحان اولم یکن واحد منہما معلما بما یعلم بہ قوۃ الدلیل والبرہان اثبتوا ہما ہذا الکتاب الخ

چنانچہ سینکڑوں ماہرین اسلام کی محنت اور شاہی مسجد لاہور کے تعمیری اخراجات کے قریب قریب مصارف کے بعد ایک ایسا مجموعہ فتاویٰ مرتب ہوا جو عالم اسلام کے جمہور، جملہ احناف کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے جملہ شعبوں اور ایک نظریاتی اور فلاحی اسلامی مملکت کو اسلام سے رہنمائی کے حوالہ کے لئے عربی زبان میں قوانین شریعت کا ایک مقبول مستند اور معتمد مجموعہ قرار پایا اور فتاویٰ عالمگیری کے نام سے عالمی شہرت کی۔

اور آج بھی اس فتاویٰ کے متعلق عالم اسلام کے جمہور احناف متفق ہیں کہ اسلام کے تفصیلی احکام میں یہ فتاویٰ حیاتِ انسانی کے انفرادی اور اجتماعی مسائل میں مشعلِ راہ ہے۔

---

[1] ان کے مفہوم کے متعلق فتاویٰ عالمگیری مترجم حامل المتن ج ۱۳ باب ۹ حکم نمبر ۲ب/۴۹۷ پر مؤلف ہذا کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا ص۸، ص۱۵ ملاحظہ ہو۔

جناب بشیر احمد فلائٹ لفٹیننٹ (ریٹائرڈ)

البانیہ کے مسلمانوں نے
تیس سال کے بعد اذان کی آواز سُنی

کینیڈا سے شائع ہونے والے اسلامی تحریک کے ایک ہفتہ وار انگریزی جریدے "کریسنٹ انٹرنیشنل" نے ایک اہم خبر شائع کی ہے اس کے مطابق البانیہ کی فضاؤں میں تقریباً تین دہائیوں کے بعد نماز کے لئے بلاوے (اذان) کی آواز گونج اٹھی تیس سال پہلے کی بات ہے جب آنجہانی ڈکٹیٹر انور ہوکسانے البانیہ میں تمام مساجد کو مقفل کر دیا۔ اسی ڈکٹیٹر کے حکم سے تمام مذہبی ادارے بھی ۱۹۶۷ء میں بند کر دیے گئے۔ آنجہانی انور ہوکسا نے اعلان کر دیا کہ البانیہ کی سب سے پہلی بے خدا اور لادین ریاست ہے اسی کے ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا کہ مذہبی عبادات قابل سزا جرائم ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ دوسری جنگ عظیم تک البانیہ ایک مسلمان ریاست تھی جس کا آخری مسلمان حکمران شاہ زاگ تھا۔

البانیہ کو آج بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ واحد مسلمان یورپی ریاست ہے جس کی ۳ء۲ ملین آبادی میں ستر فیصد مسلمان اکثریت ہے۔ پچھلے سال مئی میں جب البانیہ کی پارلیمنٹ نے معمولی سی قانونی، عدالتی اور اقتصادی آزادیوں کی منظوری دے دی تو اس کے ساتھ ہی معمولی درجے کی مذہبی آزادی بھی دے دی گئی۔

کیا کہیے! پیاسے کے لئے شبنم کے چند قطرے بھی متاع عزیز ہیں۔ محدود مذہبی آزادی کے بہانے ایک پاکستانی تبلیغی جماعت کو بھی البانیہ کے اندر قدم رکھنے کی اجازت بالآخر مل ہی گئی۔ گذشتہ اکتوبر میں صرف گیارہ دن کیلئے۔ ان گیارہ دنوں میں جماعت کو بغیر کسی حکومتی رکاوٹ کے چند ہی مساجد میں نماز پڑھنے کی سعادت ملی۔ یہ معمولی سی مذہبی رواداری اس بات کی علامت ہے کہ البانوی حکومت یورپ کی اس آخری سٹالنسٹ ریاست سے فاشزم کی مہیب پرچھائیوں کو شاید مٹانا چاہتی ہے۔

پاکستانی تبلیغی جماعت صرف پانچ افراد پر مشتمل ہے جن میں ایک وکیل، ایک ڈاکٹر اور ایک سکول ٹیچر بھی ہے دعوت و تبلیغ کے مقصد سے یہ جماعت جنوبی یورپ کے ممالک یونان، یوگوسلاویہ اور کئی دوسرے ملکوں کے دورے پر ہے۔

عجیب سی بات ہے کہ البانیہ کے ڈکٹیٹر انور ہوکسا کے ظلم و استبداد کا سورج چالیس سال کے اقتدار کے بعد ۱۹۸۵ء میں ان کی موت پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ لیکن مسلمانوں کے ساتھ اس کی بے رحمی کے رویّے کی حدت آج بھی بغیر کسی تخفیف کے البانیہ کی فضاؤں میں موجود ہے۔ صدر میز ایلیا جو کہ انور ہوکسا کا جانشین ہے نے اس یگانہ روزگار سٹالنسٹ ریاست کے دروازے اگرچہ بیرونی تاجروں، اخباری نمائندوں اور سیاحوں کے لئے کھول دئے ہیں لیکن مذہبی رہنماؤں کے لئے البانوی حکومت کا رویہ اب بھی متعصبانہ ہے۔

ہم قارئین کو البانیہ کے ماضی میں جھانکنے کی تھوڑی سی زحمت دیں گے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ ۱۹۴۵ء میں البانیہ کمیونزم کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوب گیا۔ اسی وقت سے مذہبی شخصیتوں اور مذہبی اداروں کو ظلم اور استبداد کے پنجوں میں دبوچا گیا۔ ۱۹۶۷ء میں یہ ظلم و استبداد اپنے نقطۂ عروج تک پہنچ گیا۔ مقامی حکومت کو بھی اجازت دی گئی کہ وہ کسی بھی قسم کی مذہبی جائیداد کو ضبط کرنے کی مجاز ہے۔ جس کا اولین ہدف مسلمانوں کی مسجدیں تھیں۔ اسی پالیسی پر عمل درآمد حکومت کی درندگی کی بدنام ترین مثال ہے۔

پچھلے ہی سال کی بات ہے کہ البانیہ کے نائب وزیر خارجہ محمد کلیپانی نے اسلام کے خلاف زہر افشانی سے پھر فضا کو مسموم کر دیا۔ اس نے اعلان کیا کہ اسلام انسانی معاشرے کے جسم میں مہلک جراثیم کی حیثیت رکھتا ہے جس کے لئے اس نے ایران اور لبنان کی مثالیں پیش کیں۔ امسال مذہبی پابندی میں تھوڑی سی ڈھیل دینے کی رہی سہی امید پر بھی پانی پھر گیا۔

البانیہ اکیڈیمی اینڈ سائنس کے چیئرمین پروفیسر ایلیک بودا نے اعلان کیا کہ لادینیت ہی ایک حقیقت پسندانہ طرز حیات ہے۔ پروفیسر مذکور نے یہ بھی کہا کہ مساجد کو اس لئے مقفل کیا ہے کہ یہ زندگی کے راستے کا ایک بے فائدہ خاردار درخت ہے۔ پروفیسر مذکور جو کہ عیسائی ہے کا یہ دعویٰ البانیہ کے مشہور گیانی پاشا واسا کے نظریات کی صدائے بازگشت ہے۔ پاشا واسا بھی ایک کیتھولک عیسائی تھا جس نے ۱۸۷۸ء میں اپنے نظریات لوگوں کے سامنے پیش کئے۔ اس نے بتایا کہ گرجوں اور مسجدوں کو خیر باد کہہ دو۔ پادریوں کے وعظ مت سنو۔ ہوکساؤں (علمائے اسلام) کی تقریروں پر کان نہ دھرو۔ ان ساری باتوں کا مقصد یہ ہے کہ تمہیں بزدل اور ڈرپوک بنا دیا جائے۔ البانیہ کا مذہب البانوی قومیت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

محترم قارئین! ان بے رحم حالات کی موجودگی میں یہ اندازہ لگانا آسان نہیں کہ "کریسنٹ انٹرنیشنل" کے اس نامہ نگار کو کتنی مشکلات میں پھنس کر تبلیغی جماعت کے دو بھائیوں سے انٹرویو کا موقع مل گیا تبلیغی جماعت کے یہ دو افراد کسی بھی قسم کے انٹرویو دینے کے لئے تیار نہیں تھے۔ ان دو حضرات نے اس بات پر زور دیا کہ وہ کسی بھی قسم کا نام و نمود اور شہرت سے بچنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ ان کی غریب الوطنی اور گمنامی ہی ان

کے کام کی روح رواں ہے۔ وہ یہ کام صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے کرتے ہیں ۔ اور ان کو کسی بھی قسم کی ذاتی پبلسٹی سے احتراز ہے ۔

ایتھنز (یونان) میں واقع البانوی سفارت خانے کی کوشش رہی کہ اس جماعت کے البانیہ کے دورہ کرنے کی حوصلہ شکنی کی جائے ۔ سفارت خانے نے مطالبہ کیا کہ فی کس روزانہ ایک سو بیس ڈالر کے حساب سے ویزا کے لیے رقم داخل کرنا ہوگی ۔ حالاں کہ ویزے کا عام نرخ ۲۵ امریکی ڈالر ہے جس میں ایتھنز سے ٹیرانا (البانوی دارالحکومت) تک آنا جانا ۔ قیام و طعام اور البانیہ کی سیاحت بھی شامل ہے ۔ جب جماعت نے ایک سو بیس امریکی ڈالر فی کس روزانہ ادا کرنے پر رضامندی ظاہر کی تو انہیں صرف گیارہ دن کا ویزا ملا ۔

پاکستانی روایتی لباس شلوار قمیص میں ملبوس ، جماعت البانیہ میں جہاں جہاں گئی وہاں وہاں لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی ۔ اسلام کے مبلغین کی یہ جماعت دارالحکومت ٹیرانا اور دوسرے قصبوں کی گلیوں اور بازاروں میں گشت کرتے پیدل گزرتے گئے ۔ وہ لوگوں کو اسلام کا عالمگیر پیغام امن یعنی اسلامی طریقہ تہنیت السلام علیکم پیش کرتے رہے ۔ البانیہ کے باشندے جماعت والوں کی طرف اشارے کرتے اور کہتے رہے "مسلمان ، مسلمان " اکثر البانوی لوگ ان کے سامنے آکر فخر سے کہتے "ہم مسلمان ہیں "

دارالحکومت ٹیرانا میں جماعت والوں کے لئے ایک مسجد کھول دی گئی پورے تیس سال بعد وہاں اذان دی گئی اور نماز پڑھی گئی ۔ سینکڑوں البانی مسجد کے اردگرد جمع ہوگئے اور بہت دلچسپی سے جماعت والوں کے اعمال کا مشاہدہ کیا ـــــ اشک بار آنکھوں کے ساتھ ایک خاتون آگے بڑھی اور جماعت والوں کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا لیکن جماعت والوں نے نقدی قبول کرنے سے عذر کیا جس کو اس خاتون نے صحن مسجد میں رکھ دیا ۔ جماعت والوں کو البانوی مسلمانوں سے رابطہ قائم کرنے میں مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ البانیہ کے معدودے چند افراد انگریزی سمجھتے ہیں ۔

جماعت والوں کو یہ معلوم ہوا کہ بڑی عمر کے لوگ اسلامی عبادات ادا کر سکتے ہیں اور گھروں کے اندر چھپ کر نماز پڑھتے ہیں لیکن نوجوان نسل اسلام سے کلی طور پر بیگانہ ہے ۔ دیکھا گیا کہ البانوی نوجوان جماعت والوں کے معمولات کا دلچسپی سے مشاہدہ کرتے رہے لیکن ساتھ ہی وہ ان سے خوف بھی محسوس کرتے رہے یہاں تک کہ جماعت والوں کے ساتھ بات کرنا بھی ان کے نفسیاتی ہیجان کا باعث بن رہا تھا ۔

معزز قارئین ! جب آپ ان سطور کو پڑھ رہے ہوں گے اس وقت بھی اکثر مساجد بند پڑی ہوں گی اور جن مساجد کو عجائب خانوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے آپ کو یہ رپورٹ پہنچنے پر بھی وہ مساجد عجائب خانے ہی ہوں گے باقی مسجدیں شکستہ اور ویران پڑی ہوں گی ۔ لیکن مایوسی کی کوئی وجہ نہیں ۔ اگر مسلمان آج بھی اپنے اصل کام یعنی دعوت الی اللہ اور دعوت تبلیغ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں تو بہت سے سومنات روزانہ گر کر مساجد میں تبدیل ہوتے رہیں گے ۔

پاکستان آرمی میں

جونیئر کمیشنڈ آفیسر خطیبوں کی ضرورت

پاکستان آرمی میں جونیئر کمیشنڈ خطیبوں کی خالی آسامیوں کو پُر کرنے کیلئے مطلوبہ قابلیت کے حامل حضرات سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

مطلوبہ قابلیّت :

ا۔ افواجِ پاکستان کیلئے منظور شدہ کسی دینی مدرسہ سے درسِ نظامی میں فراغت کی سند۔

ب۔ پاکستان کے کسی بورڈ سے میٹرک کا سرٹیفکیٹ۔ جن حضرات نے میٹرک اور درسِ نظامی کا امتحان دیا ہے اور کامیابی کی اُمید ہے وہ بھی درخواست بھیج سکتے ہیں۔

ج۔ روزمرّہ اُمور کے متعلق عربی بول چال میں مہارت، قرأت اور حفظ اضافی قابلیّت تصوّر کی جائے گی۔

عُمر : یکم اکتوبر ۱۹۹۱ء کو ۲۰ سال سے کم اور ۳۵ سال سے زائد نہ ہو۔

عہدہ اور تنخواہ :

ملازمت کے لیے منتخب امیدواروں کو نائب خطیب (نائب صوبیدار) کا عہدہ دیا جائے گا۔ فوجی وردی کی بجائے منظور شدہ شہری لباس جو فوج کی طرف سے مفت مہیا کیا جائے گا۔ فوج کے جونیئر کمیشنڈ افسروں کی طرح اوپر والے رینک میں ترقی کی گنجائش ہوگی۔

الاؤنسز و دیگر مراعات :

وہ تمام الاؤنسز و مراعات جو فوج کے دیگر متقابل جے سی او صاحبان کو حاصل ہیں انہیں بھی حاصل ہوں گی۔ مثلاً ذات کیلئے مفت راشن، مفت رہائش (جہاں مہیا ہو ورنہ کوارٹر الاؤنس) اپنے اور بیوی بچوں کے لیے مفت طبی سہولت، سفر کی مراعات، پنشن گریجویٹی اور بیمہ کی مراعات وغیرہ وغیرہ۔

ملازمت کی جگہ : پاکستان میں یا پاکستان سے باہر کسی جگہ۔

تربیّت : منتخب امیدواروں کو فوجی زندگی سے روشناس کرانے کی خاطر خاص تربیّت دی جائے گی۔

طریق انتخاب : ا: مختلف مقامات پر ابتدائی تحریری امتحان ب : انٹرویو ج : طبی معائنہ

- درخواستیں مجوزہ فارم پر اصل اسناد کی تصدیق شدہ نقول کے ہمراہ شعبہ دینی تعلیمات آرمی ایجوکیشن ڈائریکٹریٹ آئی جی ٹی اینڈ ای برانچ جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی ۲۰ مئی ۱۹۹۱ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔
- درخواستوں کے فارم مذکورہ شعبہ دینی تعلیمات سے ایک روپے کا جوابی ڈاک لفافہ بھیج کر حاصل کئے جاسکتے ہیں۔
- نیز مذکورہ بالا فارم فوجی بھرتی کے دفاتر اور افواج پاکستان کیلئے منظور شدہ دینی مدارس سے بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں
- فارم طلب کرتے وقت اپنی قابلیت اور سند الفراغ کے بارے میں پوری معلومات لکھیں۔

پاکستان آرمی

PID(I)